رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۱۸

فَاللّٰہُ خَیْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ

الحافظ

فرقۂ حقہ شیعہ کا مذہبی اور علمی ماہوار رسالہ

زیر حمایت و سرپرستی

شمس العلماء سرکار حجۃ الاسلام آقای سید محمد مجتہد العصر مدظلہ

مدیر

خاکسار ایم ایم عبداللہ

قیمت سالانہ عہ/

الحافظ

قیمت فی پرچہ ؍۴

جلد ۳ | بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۷ء مطابق جمادی الثانیہ ۱۳۴۶ھ | نمبر (۱۰)

باب الفتاوی

سوال۔ کلثوم ۹۰ سال سے بیوہ عورت ہے اس نے اپنے پوتے کو تسکین کے لئے اپنا خشک پستان مونہہ میں دیا۔ مگر قدرت خدا سے اس کے پستان میں دودھ اتر آیا اب وہ چاہتی ہے کہ اپنے اس پوتے سے اپنی نواسی کا نکاح کرے شرعاً یہ جائز ہوگا یا نہیں۔ بینوا و توجروا۔

الجواب۔ یہ نکاح جائز ہے کیونکہ یہ رضاع شرعاً موثر نہیں ہے شرائط شرع کے مطابق رضاع وہ موثر فی الحرمت ہے جس میں حمل کا دودھ پیا جاوے اور کلثوم بیوہ کو بغیر حمل کے یہ دودھ اتر آیا ہے۔ اس لئے اس دودھ سے رضاع شرعی ثابت نہیں ہوگی۔ وہو العالم

سوال۔ استنجا بالماء و الکلوخ میں رسول خدا صلعم کا فعل کیا تھا۔ اہلسنت کی معتبر کتب سے بیان فرمائیں

الجواب۔ استنجا بکلوخ جیسی نامہذب حرکت کسی طرح فعل رسول صلعم نہیں ہو سکتی حضور ختمی نبوت روحی فداہ نے ایسا عمل جو شرم و حیا سے کوسوں بعید ہے کبھی نہیں کیا اور یہ سچ بھی ہے کہ ایک مہذب آدمی اگر تعصب سے علیحدہ ہو کر غور کرے تو اس فعل کو ہرگز ممدوح نہ سمجھے گا۔ کیا تہذیب اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے مخرج بول کو پاجامہ کے اندر ہاتھ میں پکڑے ملتا رہے اور اس حالت میں مشی یعنی چہل قدمی بھی کرتا چلے لوگوں سے باتیں بھی کرے اور گھر میں یا بازار میں چہل قدمی بھی کرتا جائے۔ لوگوں سے باتیں بھی کرے اور گھر میں یا باہر بازار میں عورتیں بھی اس کی ان عجیب و غریب حرکت کو مشاہدہ کریں۔ کسی مذہب میں کوئی شخص اس نامہذب حرکت کو پسند نہیں کر سکتا رہا جناب پیغمبر اسلام علیہ السلام کا بول سے استنجا کرنا سو یہ کتب اہلسنت سے ثابت ہے دیکھو بخاری شریف صفحہ ۱۰۵ جلد اول باب ماجاء فی غسل البول حدثنا یعقوب بن ابراہیم قال حدثنی روح بن قاسم قال حدثنی عطاء عن انس بن مالک قال کان النبی صلعم اذا تبرز لحاجتہ اتیتہ بماء لیغسل بہ یعنی حضور ختمی مآب صلعم جب پیشاب کرتے تو پانی سے استنجا کر لیتے۔

پس وفات پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام کے بعد حضرت عمر نے یہ کلوخ بازی ایجاد کی ہے۔ وہو العالم

تمہ خادم الشریعۃ المطہرہ۔ علی الحائری

شذرات

خریداروں کی شکایت

کوئی مہینہ ایسا نہیں گذرتا جب پانچ دس شکایتیں الحافظ وصول نہ ہونے کی نہیں پہنچتیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ الحافظ ہی کے لئے یہ مخصوص شکایت نہیں ہے۔ کیونکہ جس قدر اخبار اور رسائل تبادلہ میں ہمارے پاس آتے ہیں سب کے سب شاکی ہیں۔ کہ ان کو بھی خریداروں کی شکایتیں آتی رہتی ہیں۔ اس کی وجہ کہ کیوں بعض خریداروں کو اخبار یا رسائل نہیں پہنچتے خود کارپردازان ڈاکخانجات بتا سکتے ہیں۔ الحافظ دفتر سے بڑی احتیاط کے ساتھ روانہ کیا جاتا ہے۔ اس پر بھی جس خریدار کو کسی مہینہ کا رسالہ نہیں ملتا۔ مہینے کے اندر اطلاع آنے پر اسکو دوبارہ رسالہ دفتر سے بھیجدیا جاتا ہے۔

خلیفہ چکڑالوی

ابھی ماشاء اللہ عجیب دماغ کے خلیفہ واقع ہوئے ہیں۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ گذشتہ نمبر الحافظ میں خاکسار (مدیر) نے اسکے اعتراض شہادت کے تین پہلو لکھکر تینوں کا مختصر جامع جواب دیا تھا۔ جس پر معلوم ہوتا ہے اس کو سخت گھبراہٹ ہوئی اور اس نے چاہا کہ جواب الجواب دے مگر گھبراہٹ میں اس کو یہ بھی نہ معلوم ہو سکا کہ اس کے اعتراضات کا مجیب کون شخص ہے۔ جواب تو اس کے اعتراض کا میں دے رہا ہوں مگر جواب الجواب میں وہ مخاطب سرکار شمس العلماء علامہ حائری قبلہ دام ظلہ کو کر رہے ہیں ؎

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا ٭ آگے آگے دیکھنا ہوتا ہے کیا

اعتراض کے جن تین پہلوؤں کے ہم نے تینوں جواب پیش کئے تھے شیر مادر کی طرح وہ تینوں کو ہضم کر گیا اور ایک کا بھی جواب الجواب وہ پیش نہ کرسکا وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

اظہار تاسف

گذشتہ نمبر میں یہ لکھا گیا ہے کہ بشیر احمد ہیڈ کنسٹیبل ولد جناب مولوی سید حشمت علی شاہ صاحب خیر اللہ پوری جو نو ماہ قید سخت میں سزایاب ہوا ہے۔ اس کے متعلق سیالکوٹ میں اپیل دائر کی گئی تھی۔ افسوس ہے ان کا اپیل بھی خارج ہو گیا اور سزا بحال رہی۔ اس صدمہ میں مولوی صاحب ممدوح کے ساتھ ہمکو دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے حال پر رحم کرے۔ اور صبر و استقلال عطا فرمائے ان اللہ مع الصابرین۔

انجمن انوار الہدیٰ جھنگ

انجمن نے اپنے ایک جلسہ میں پاس کیا ہے کہ کوئی شخص انجمن ہذا کے نام پر بغیر تصدیق صدر و سکرٹری صاحب بغیر حوالہ رسید بک مصدقہ کسی کو چندہ نہ دے ورنہ انجمن ذمہ دار نہ ہوگی۔ (زوار حسین جنرل سیکرٹری انجمن مذکور)

قبول حق

جناب سید امام علی شاہ صاحب رئیس رجوعہ ضلع جھنگ اطلاع دیتے ہیں کہ ڈاکٹر عزیز علی صاحب نو مسلم کی کوشش سے آٹھ نفر نے جناب مولوی سید قائم حسین صاحب کے ہاتھ پر برضا و رغبت

اسلام اختیار کیا اور انہیں ارکان ایمان تعلیم دیئے گئے ۔

ایضاً ۔ سلطان علی صاحب سکنہ رجوعہ اطلاع دیتے ہیں کہ ایک شخص مسمی بھانے بھی اسلام قبول کیا ہے امید ہے کہ مولوی صاحب ممدوح ان سب نومسلموں کو اصول اور فروع دین کی تلقین کرینگے ۔ دعا ہے کہ خدائے تعالیٰ انہیں صراط مستقیم پر دائم قائم رکھے ۔

ضلع علی گڈھ میں پنجاب شیعہ مشن لاہور کا تبلیغی دورہ

ریاست اصغر آباد ۔ ضلع علیگڈھ میں اگرچہ ایک چھوٹی ریاست ہے مگر بعض خصوصیات کے لحاظ سے مشہور ہے تقریباً پچیس ہزار کا وقف بھی مرحوم مغفور راجہ سید اصغر علی خاں کے زمانہ سے چلا آتا ہے ۔ سالانہ سلسلہ مجالس اسی وقف سے بڑے اعلیٰ پیمانہ پر وہاں کیا جاتا ہے ۔ تین چار ہزار کا مجمع عموماً ہوا کرتا ہے ۔

متواتر تین سال سے جناب راجہ سید محمود الحسن صاحب اپنی ریاست اصغر آباد میں مجلس پڑھنے کی دعوت جناب قبلہ وکعبہ شمس العلماء سرکار علامہ حائری صاحب مجتہد العصر دام برکاتہ کو دیتے رہے مگر جناب قبلہ دوسری جگہ ان سے پہلے وعدہ کر لینے کے سبب ہر سال ان کی دعوت کو منظور نہ کر سکے اور معذرت فرماتے رہے ۔ اس مرتبہ جناب راجہ صاحب بہادر نے دو مہینے سے قبل ہی متواتر تین چار خطوط لکھے اور اصرار فرمایا اور جناب سرکار قبلہ وکعبہ نے ایک مجلس پڑھنے کا وعدہ کیا ۔ راجہ صاحب بہادر کی جانب سے جناب قبلہ کی مجلس کا اعلان جب اخباروں اور اشتہار وخطوط کے ذریعہ کیا گیا تو ریاست میں ہمیشہ اس موقع پر آنیوالوں کے علاوہ اسقدر زیادہ ہجوم ہوا جو پہلے کبھی وہاں نہ ہوا تھا ۔ علیگڈھ سے تمام شہری مومنین کے علاوہ تقریباً دو سو کی تعداد میں علی گڈھ کالج کے طلبار گریجویٹ صرف سرکار علامہ صاحب کے اشتیاق میں تشریف لائے ۔

بروز جمعہ شمس العلماء علامہ حائری صاحب قبلہ کی اقتدار میں نماز جمعہ پڑھی گئی اور بروز شنبہ ۲۶ نومبر سنہ ۲۷ کو نماز ظہر باجماعت ادا کرنے کے بعد جناب قبلہ زیب دہ منبر ہوئے اور اس مجلس میں ۵ ۔ ۶ ہزار کے درمیان مجمع خیال کیا گیا ۔

جناب سرکار علامہ صاحب نے رسالت پر تبلیغی تقریر کا آغاز کیا اور شان نبوت کو ثابت کرتے ہوئے تمام استدلال قرآن مجید سے پیش کیا اور ہر دعویٰ کے ثبوت میں ایک ایک دو دو قرآنی آیتیں پیش کرتے رہے ضمناً آپ نے یہ مکرر ارشاد فرمایا کہ حدیث پر ہمارا ایمان ہے ۔ مگر میں استدلالاً سوائے قرآن کے کسی حدیث کو ثبوت میں پیش نہیں کرونگا جس سے جملہ سامعین اور طلبار علیگڈھ کالج ہمہ گوش ہو کر تمام محو حیرت ہو رہے تھے ۔ شان نبوت کے ساتھ ساتھ کچھ ایسی طرح شان امامت کو بھی ملا دیا کہ طلبار خصوصیت سے کہہ اٹھے کہ ہم نے اس شان کی مدلل تقریر اس سے پیشتر کبھی نہیں سنی ۔ بلاشک ایسی ہی تبلیغی تقاریر کی آج زمانہ کو ضرورت ہے بہر حال طلبار کی خواہش پر یہ سلسلہ تقریر آخر وقت تک جاری رہا اور مصائب پر جلسہ وقت نماز شام ختم ہوا گریہ و بکا کا یہ عالم تھا کہ ختم مجلس کے آدھ گھنٹہ بعد تک بعض مومنین روتے رہے ۔ اب راجہ صاحب بہادر سے ایک مجلس کا وعدہ پورا ہو چکا مگر اس مجلس نے خاص وعام کے دلوں پر کچھ ایسا غیر معمولی اثر پیدا کیا کہ تمام مہمان عموماً اور طلبار علیگڈھ کالج نے یہ فیصلہ کر لیا کہ سرکار علامہ صاحب کو ایک اور تقریر کیلئے مجبور کیا جائے ۔ طلبار نے تمام لوگوں میں یہ پراپیگنڈا کیا کہ سب ملکر

[illegible]

شرکت جلسہ ۲۷ نومبر ۲۶ء انکو بھیجا گیا تھا دکھا کر معذرت چاہی۔ مگر مومنین اور خصوصاً طلبا نے بیحد اصرار کیا اور راجہ صاحب بہادر کو اب ہمراہ لیکر حاضر ہوئے سرکار علامہ نے جواب میں فرمایا کہ میں استخارہ دیکھوں گا اگر استخارہ بہتر آیا تو آپکی خاطر دوسری تقریر بھی کردونگا مگر طلبا کالج اسقدر فریفتہ ہو چکے تھے کہ استخارہ دیکھنا انہوں نے کسیطرح منظور نہ کیا اور حلف اٹھا کر یہ کہدیا کہ آپ اگر بغیر دوسری تقریر کئے تشریف لیجائینگے تو تمام جماعت طلبا سڑک پر آپکی موٹر کے سامنے لیٹ جائینگے مجبوراً طلبار کے اس اشتیاق اور اصرار پر سرکار علامہ نے وعدہ کرلیا کہ بہت اچھا میں حاضر ہوں تو بس پھر کیا تھا مسرت کی کوئی حد باقی نہ رہی مجمع معہ راجہ صاحب بہادر کے صلواتوں کا نعرہ لگاتے واپس ہوا اور یہ فیصلہ ہوا کہ آج ۲۷ نومبر ہی کی شب کو دوسری تقریر بھی ہو جائے اور یہ درخواست کی کہ صرف قرآن سے مسئلہ خلافت اسلامیہ کو ثابت کیا جائے منظور کی گئی۔ ہر چند لوگوں سے کہا گیا کہ موسم سرما ہے فراغت طعام سے بعد تقریر شروع ہوگی مگر اشتیاق اس امر کا مقتضی تھا کہ ہمکو روحانی طعام کی ضرورت ہے مجبوراً قبل از طعام بعد از جماعت مغربین صرف قرآنی استدلال سے ہی خلافت اسلامیہ پر تقریر شروع ہوئی اور ۱۱ بجہ شب کو وہ جلسہ ختم ہوا جس سے متاثر ہو کر چند طلبا کالج تو علانیہ شیعہ ہو گئے جنمیں سے بعض غریب طلبا کو راجہ صاحب بہادر نے بار بار... سرکار علامہ صاحب امداد دینا بھی منظور کرلیا اور بعض نے ہنوز بصورت تقیہ رہنے کی قبلہ و کعبہ سے اجازت حاصل کی اور بعض طلبا اس تقریر کے بعد ایسے بھی سمجھے جو اگر شیعہ نہیں ہوئے تو وہ غیر شیعہ بھی نہیں رہے۔ رپورٹ صحافی (مظفر) سید حسین رضوی سکرٹری پنجاب شیعہ مشن لاہور)

نوح کا بیٹے کی نجات کا سوال کرنا معصیت نہ تھا

(از افادات شمس العلماء صدر الشریعۃ سرکار علامہ حائری صاحب قبلہ مجتہد العصر دام ظلہ)

سائل کے جواب میں ارشاد فرمایا

سوال۔ جناب نوح علیہ السلام کا اپنے فرزند کی نجات کے لئے دعا کرنا اور اس کا رد ہو جانا پھر اس پر خطاب و عتاب کا نازل ہونا دلیل ہے کہ نوح علیہ السلام معصوم نہیں تھے کیونکہ خدا نے ان سے قطعی وعدہ کیا تھا کہ کفار کے لئے نجات نہیں ہے۔ اس کے بعد بھی ان کا سوال کرنا بیٹے کی نجات کیلئے یقیناً گناہ کبیرہ تھا۔ اس کے علاوہ بیٹے کی اہلیت کے جواب میں اس کی اہلیت اور ولایت سے انکار کیا گیا۔ اگر وہ سوال میں گناہ گار نہ ہوتے تو بلفظ تغفرلی و اکن من الخاسرین سے وہ معذرت نہ کرتے اور ان کی دعا رد نہ ہوتی۔

الجواب۔ قرآن مجید میں ایسا کوئی لفظ نہیں ہے جس میں کہ حضرت نوح علیہ السلام کا عصیان ثابت ہوتا ہو۔ بعض مترجمین کی یہ غلطی ہے کہ انہوں نے شان نبوت کو نظر انداز کرتے ہوئے لفظوں کے غلط ترجمے کر دیئے ہیں۔ ہم اس سوال کو مختلف وجوہ سے حل کرتے ہیں۔

اوّل۔ انہ کان ابنہ لصلبہ والمعنی انہ لیس من اہلک الذین وعدتہم بنجاتہم معک لان اللہ سبحانہ قد استثنی من اہلہ الذین وعدہ ان ینجیہم من ارادہ اہلاکہم بالغرق فقال الا من سبق علیہ القول۔ عن ابن عباس و سعید بن جبیر

الضحاك وعكرمه واختاره الجبائی یعنی یافث ضرور جناب نوح علیہ السلام کا صلبی بیٹا تھا۔ پس آیت مجیدہ یا نوح هذا لیس من اهلك انه عمل غیر صالح الخ کے معنی یہ ہوئے کہ یافث تیرا بیٹا تیرے اہل میں سے نہیں ہے کہ تم کو جن کی نجات کا وعدہ دیا گیا تھا کیونکہ خدا تعالیٰ نے پیشتر سے ہی مستثنیٰ کر دیا تھا۔ جن کو کہ نوح کے اہل میں سے ناجی کرنا تھا۔ غرق اور ہلاک ہونیوالوں میں سے۔

دوم۔ ان المراد بقوله لیس من اهلك انه لیس علی دینك فكان كفره اخرجه عن ان یكون له احكام اهله عن كثیر من المفسرین یعنی عیون الاخبار اور تفسیر عیاشی میں اہل البیت علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ لیس من اهلك سے یہ مراد ہے کہ اے نوح یہ تیرا بیٹا تیرے دین پر نہیں ہے۔ پس اس کے کفر نے اس کو نوح کی اہلبیت سے خارج کیا ہے۔ اکثر مفسرین کا یہی قول مختار ہے اور فی الواقع یہ وجہ احسن الوجوہ بھی ہے۔ نفس آیت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ جہاں فرمایا ہے انه عمل غیر صالح کہ اے نوح یہ تیرا اہل نہیں ہے۔ کیونکہ بُرے عمل کا مرتکب ہوا ہے

سوم۔ انه كان ابن امرئته وكان ربیبه یعنی یہ لڑکا دراصل نوح علیہ السلام کی زوجہ کا بیٹا تھا لیکن نوح نے اس کو تربیت کیا تھا۔ اس قول کی تائید ہوتی ہے۔ اس روایت سے جس کو امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا كان ابن امرئته وكان یعلمه نوح ولذلك قال من اهلی ولم یقل منی۔ یعنی وہ لڑکا نوح کی زوجہ کا بیٹا تھا۔ نوح نے اسی لئے من اہلی کہا اور منی نہیں کہا۔

چہارم۔ حسن اور مجاہد سے منقول ہے۔ انه لم یكن ابنه علی الحقیقة وانما ولد علی فراشه فقال علیه السلام ان ابنی علی ظاهر الامر فاعلمه الله تعالیٰ ان الامر بخلاف الظاهر ونبه علی خیانة امرئته۔ یعنی وہ لڑکا فی الواقع نوح علیہ السلام کا بیٹا نہیں تھا۔ لیکن اسکے فراش پر متولد ہوا تھا۔ نوح نے بظاہر حال جب کہا ان ابنی من اهلی تو خدائے تعالیٰ نے نوح کو آگاہ کیا کہ یہ لڑکا تیرا اہل نہیں ہے۔ اور نوح کو اس کی زوجہ کی خیانت پر متنبہ کیا۔ یہی وجہ تھی جو خطاب ہوا۔ فلا تسئلن ما لیس لك به علم یعنی اے نوح جس بات کا تجھے علم نہیں دیا گیا۔ اس کے متعلق سوال مت کر۔ یہ وجہ سقیم ہے قابل تسلیم نہیں۔

پنجم۔ انه كان مخالفاً للاب لانه كان منافقا والنوح لا یعلم ذلك لاجله قال یبنی اركب معنا ولا تكن مع الكافرین وهو امتنع عنه فسئل ربه لیعرف حاله فاخبره تعالیٰ بانه لیس من اهلك انه عمل غیر صالح ای نفاق فلا تسئلن ما لیس لك به علم۔ یہ قول عکرمہ سے منقول ہے کہ نوح علیہ السلام کا وہ بیٹا منافق تھا۔ زمانہ طوفان تک منافقانہ طور پر وہ باپ کے ہمراہ بسر کرتا رہا۔ طوفان کے آنے پر نوح علیہ السلام نے اس کو ہمراہ اپنے کشتی میں سوار ہونے کو کہا کہ کافروں کی معیت کو چھوڑ دے اس نے انکار کر دیا۔ اس وقت نوح علیہ السلام نے استفسار کے طور پر خدائے تعالےٰ سے سوال کیا اور خدا نے اس کو مطلع کیا کہ یہ تیرا بیٹا ہے۔ مگر تیرے اہل سے نہیں ہے۔ جن کی نجات کا میں تجھے وعدہ دے چکا ہوں کیونکہ عمل غیر صالح کا مرتکب

ہوا ہے۔ جس سے وہی نفاق مراد ہے۔ اس لئے حکم ہوا کہ اے نوح جس امر کا علم نہیں رکھتے ہو۔ اس کے متعلق مجھ سے سوال مت کرو۔ اس وجہ میں بھی کوئی سقم لازم نہیں آتا۔

ہاں کسی مشتبہ امر میں استفسار کر لینا عقلاً اور نقلاً ممدوح ہے۔ مذموم نہیں ہے کہ نوح کا سوال کرنا معصیت قرار پا سکے۔ اس لئے کہ آپ کا سوال کرنا اسی قبیل سے تھا۔ کیونکہ اس کے اہل کی نجات کا وعدہ تو اس کو دیا گیا تھا۔ لیکن ان کی تخصیت نوح علیہ السلام کو معلوم نہ تھی۔ اس بات کا علم حاصل کرنے کی غرض سے نوح علیہ السلام نے سوال کیا ہے فلا جناح علیہ۔

مزید برایں تخلیص کفار اور تمہیل منافقین کا ارادہ عام طور پر ممنوع نہیں ہے۔ خاص کر جب کہ ان کے ابقاء میں کوئی مصلحت ہو۔ یا ان کے ایمان قبول کرنے کی امید ہو پس نوح کا قول یا بنی ارکب معنا ولا تکن مع الکافرین اسی قبیل سے ہے۔ یعنی اس قول میں ان کا قصد یقیناً حکمت وصواب پر مبنی ہے۔ پس عین ثواب ہے نہ معصیت۔ اس میں ایک اور وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ نوح اپنے بیٹے کے نفاق سے مطلع نہ تھا۔ جس طرح کہ رسالت مآب صلعم بھی بعض اہل مدینہ کے نفاق سے ابتداً واقف نہ تھے لقولہ تعالےٰ ان من اہل المدینۃ مردوا علی النفاق لا تعلمھم ونحن نعلمھم پس نوح نے اپنے بیٹے کے ظاہر حال پر نظر کر کے کہا ہو ان ابنی من اہلی تو اس میں معصیت کیونکر ہوئی۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ لوگ اپنی غلط فہمی سے انبیاء کو خواہ مخواہ گنہگار ٹھہرانے سے کیا جلب نفع کرنا چاہتے ہیں۔

کشاف میں زمخشری نے کہا ہے۔ قد وعدہ ان ینجی اہلہ وما کان عندہ ابنہ لیس منھم دیناً فلما اشفی علی الغرق تشابہ علیہ الامر لان العدۃ قد سبقت لہ وقد عرف اللہ حکیما لا یجوز علیہ فعل القبیح وخلف المیعاد وطلب ازالۃ الشبھۃ واجب یعنی خدائے تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو اس کی اہل کے نجات کا وعدہ مجمل طور پر دیا تھا۔ نوح اپنے لڑکے کو اپنے دین کے مخالف نہ جانتا تھا۔ پس اس کے غرق ہونے کے وقت نوح کو شبہ ہوا۔ کیونکہ مخالفین کے غرق ہونیکا وعدہ پیشتر سے ان کو معلوم تھا اور یہ بھی وہ جانتے تھے کہ خدائے تعالیٰ حکیم ہے۔ مخالفت وعدہ نہیں کر سکتا ازالہ شبہ کی غرض سے سوال کیا ان ابنی من اہلی الخ جواب دیا گیا۔ انہ لیس من اہلک۔

رہا دعائے نوح علیہ السلام کا رد ہو جانا یہ سائل کا اپنا زعم ہے۔ کیونکہ نوح نے یہ دعا نہیں کی تھی بلکہ یہ مسئلت تھی جسکا جواب اس کو دیدیا گیا۔ جیسا کہ کشاف میں زمخشری نے لکھا ہے۔ ای فلا تلتمس منی ملتمساً او التماساً لا تعلم اصواب ھو ام غیر صواب حتی تقف علی کنھہ وذکر المسئلۃ دلیل علی ان النداء کان قبل ان یغرق حین خاف علیہ یعنی اے نوح مجھ سے ایسا سوال مت کر جس کے نیک اور بد کو تم نہ جانتے ہو۔ نوح کا سوال کرنا دلیل ہے کہ وہ غرق ہونے سے پیشتر تھا اور یہ کہ وہ سوال محض ازالہ شبہ کی غرض سے کیا گیا تھا نہ کہ دعا کے طور پر پھر خواہ مخواہ اس کو دعا اور اس کے جواب کو رد دعا قرار دیدینا سائل کا زعم اور وہم نہیں تو اور کیا ہے۔ رہا انی اعظک ان تکون من الجاھلین۔ اس میں کوئی لفظ بھی ایسا نہیں جو عدم عصمت پر دلیل ہو سکے۔ یہ تو خالق کی طرف

سے اپنے پیغمبر کو وعظ اور نصیحت کی گئی ہے۔ جو خاص طور پر انبیاء اور اوصیاء۔ اسی طرح خدا کی وعظ سے متعظ اور اس کے اعلام سے متعلم ہوتے رہتے ہیں۔ پس اس جملہ میں بھی نوحؑ کے لئے نصیحت ہے۔ کہ تم ایسا کام نہ کرنا جو جاہل کیا کرتے ہیں۔ کیونکہ شان نبوت کے خلاف ہے۔ وہو العالم حائری۔

النجم کی کسوٹی

تحقیق جواز متعہ نمبر ۱

(گذشتہ سے پیوستہ)

قول مدیر المختصر کی حضرت فاروق کی سیرۃ مرضیہ میں ایسے واقعات بے حد و بے شمار ملیں گے پس جس کی اطاعت کی یہ حالت ہو کیا ممکن ہے کہ وہ حکم رسولؐ کے منسوخ کرنے کا لفظ زبان سے نکالے یا ان کی حلال کی ہوئی چیز کو حرام کرنے کا تفوہ کرے۔

کسوٹی واہ واہ! اس اختصار میں تو آپ نے بڑے بڑے عقدے حل کر دئے اور بڑے زبردست دقیق مطالب صاف کر دئے۔ درحقیقت کیا کہنا اس ایجاز کا...... دیکھیے مولانا ہم آپ کو سمجھائیں اگر ختم اللہ علی قلوبھم آپکو سمجھنے دے۔ دہی بیچنے والا اپنے دہی کو کبھی کھٹا نہیں کہے گا۔ یہی کیفیت اپنی سمجھ لیجئے۔ وہ آپ کے ہیں اور آپ ان کے پھر بھلا کوئی اپنے معشوق کو بُرا کہیگا۔ ہرگز نہیں آپ کو دراصل تعداد کثیر میں ایسے واقعات ملتے ہونگے...... مگر بعد میں اگر کسی دہی لینے والے سے دریافت کیجئے گا کہ بھائی اس کا دہی کیسا ہے تو وہ تو یہی کہیگا کہ اماں نہایت ردی ہے۔ کیوں مولٰنا آپ سچا کس کو کہینگے؟ دہی بیچنے والے کو یا دہی لینے والے کو!...... اچھا...... پھر اسی طرح آپ بھی کسی غیر شخص سے پوچھئے گا کہ میاں ہمارے خلفاء کیسے تھے؟ تو یقیناً وہ وہی کہے گا جو کچھ کہ حق ہے پھر آپ غصہ میں آکر اس کو کافر بنا دیجئے تو یہ آپ کی ناسمجھی اور ہٹ دھرمی کی اعلیٰ مثال ہوگی جس کا علاج قطعاً محال ہے۔ ہمارے نزدیک تو وہ بیچنے والے...... تھے اور دیکھئے آپ تو اپنے عقیدہ کی بنا پر گھڑی ہوئی روایتوں کو نقل کر کے ہم سے کچھ کا کچھ منوانا چاہتے ہیں۔ لیکن ہم آپ ہی کی کتب مقدسہ سے فاروقی اطاعت کو پیش کر کے یہ ثابت کئے دیتے ہیں کہ حضرت عمرؓ سے ایسے احکام کا صادر ہونا کچھ بعید نہیں ہے بلکہ قطعاً ممکن ہے۔ ہم تو دہی لینے والے ہیں! یاد رکھئے گا حق ہماری ہی طرف ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

(۱) آیت ولایت انما ولیکم اللہ الخ جس میں خدائے تعالےٰ بعد رسول امیر المومنین کا دامن تھامنے کا حکم فرما رہا ہے۔ (دیکھو سلسلہ رد تفاسیر شکوری کا نمبر پہلا در سہیل یمن) مگر حضرت عمرؓ نے اس کے بالکل

خلاف کیا اور حکم خدا کو منسوخ کر دیا۔

(۲) آیہ وافی ہدایہ وما ینطق عن الھوی الخ جس میں جناب رب العزت نے یہ صاف طور پر بتادیا کہ ہمارا رسولؐ ایک حرف بھی اپنی طرف سے نہیں کہتا مگر خلافت مآب نے اس ارشاد باری تعالیٰ کے خلاف حضور رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو معاذ اللہ ہذیان گو فرمایا (بخاری)

(۳) ربیع الابرار علامہ زمخشری و کتاب مستطرب و فتح الباری شرح صحیح بخاری ان تینوں کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت عمر نے بعد اسلام شراب پی اور عالم نشہ میں عبدالرحمٰن کو ہڈی سے مارا حالانکہ قرآن مجید میں خداوند عالم نے جابجا شراب نوشی کی ممانعت فرمائی ہے۔

(۴) سیرۃ الفاروق صفحہ ۲۵ حضرت عمر نے بے گناہوں کو قتل کیا اور آکثروں پر ظلم شدید کیا حالانکہ اللہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا۔ لہٰذا حضرت عمر کی سیرت مرضیہ اور ان کی اطاعت کیا خوب ظاہر ہو گئی

(۵) در منثور و مدارج النبوۃ "حضرت عمر فرماتے ہیں کہ مجھ کو رسولؐ کی نبوت پر کبھی ایسا شک نہ ہوا تھا جیسا آج ... لیجئے اس سے بڑھکر مخالفت خدا اور کیا ہوسکتی ہے بھلا کون مسلمان ایسا کمبخت ہوگا جو نبوت جناب خاتم النبیین پر ذرہ برابر بھی شک لاوے۔ نہ معلوم یہ کیسے لوگ تھے۔ پھر ہمارے سامنے ان کی اطاعت کا تذکرہ (وہ بھی اپنی کتابوں سے) کرتے ہیں۔

(۶) حدیث ثقلین در تحفہ اثنا عشریہ باب چہارم صفحہ ۲ جس میں قرآن اور اہلبیت علیہم السلام سے متمسک کرنے کا حکم بزبان رسالت مسطور ہے مگر حضرت عمر نے نہ تو قرآن پر عمل کیا (جیسا کہ ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں۔) اور نہ اہلبیت نبی کا دامن تھاما بلکہ بعد وفات رسول اکرمؐ پہلے تو ابوبکر کو خلیفہ بنا دیا۔ بعدہٗ خود خلیفہ بن گئے۔ پھر بھلا تمسک بہ عترت النبی کا کیا ذکر۔ علاوہ بریں یہ بھی واضح رہے کہ ابوبکر کے خلیفہ ہوتے ہی حضرت فاروق امیر المومنین علیہ السلام کے گلے میں رسی ڈال کر زبردستی بیعت کے لئے لے گئے اور یہ کہ رسول کا انتقال ہوتے ہی انہوں نے طرح طرح کی اذیتیں پہنچائیں (چنانچہ ملاحظہ ہو تاریخ ابو الفدا و تاریخ طبری وغیرہ) اب بتایا جائے کون ذی ہوش اس کو متمسک بہ اہلبیت علیہم السلام کہہ سکتا ہے ..... تاریخ طبری میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام حضرت عمر کے آنے سے کراہیت کرتے تھے۔ نیز بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۴۵۵ میں ہے کہ امیر المومنینؑ ان کو کاذب و گنہگار کہتے تھے۔ لیجئے اس سے تو صاف ظاہر ہوگیا کہ حضرت عمر متمسک بہ قرآن و اہلبیت نبی نہ تھے!

(۷) سیرۃ الفاروق صفحہ ۵۲ و صفحہ ۵۳ ..... "بروز صلح حدیبیہ حضرت رسول خدا نے عمر صاحب کو ایک پیغام لیکر مکہ جانے کو کہا مگر انہوں نے صاف کہدیا کہ میں نہ جاؤں گا۔ (یہ اطاعت رسولؐ کا دوسرا نمونہ تھا)

(۸) شرح مواقف "و ذالک کاختلافھم عند قول النبی فی مرض موتہ ائتونی بقرطاس الکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدی حتیٰ قال عمر ان النبی قد غلبہ الوجع حسبنا کتاب اللہ ... (ترجمہ) یہ اختلاف جیسے اس وقت پیدا ہوا جب کہ جناب رسالت مآب نے اپنے

مرضِ موت میں حکم دیا کہ کاغذ لاؤ تو میں ایسی بات لکھدوں جس سے تم میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ یہاں تک کہ عمر نے یہ کہدیا کہ آنحضرت صلعم پر العیاذ باللہ درد کا غلبہ ہے۔ ہمارے لئے کتاب اللہ کافی ہے کیوں مولانا آپ اختلاف میں اطاعت کی گنجائش نکالنا چاہتے ہیں جناب نے فرمانبرداری فاروق اعظم کی کیفیت ملاحظہ فرمائی! معلوم ہوتا ہے آپ کو جب سوجھتی ہے اوندھی ہی سوجھتی ہے۔ یعنی صاحب شرح مواقف خود لکھہ رہا ہے کہ "جیسے اختلاف اُس وقت ہوا" مگر جب بھی آپ کی سمجھ شریف میں نہیں آتا یہ تو نہایت افسوس کی بات ہے۔ ایسی حضرت خلاف حکم خدا و رسول احکام جاری کرنا تو انکے لئے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا پھر یہ بھی کوئی بڑی تعجب کی بات ہے۔ اگر انھوں نے حکم متعہ کو بھی منسوخ کردیا۔

(از احقر العباد ہمایوں مرزا کلکتہ)

۷۸۶

کلام الملوک ملوک الکلام

یعنی

کلامِ امیر علیہ السلام

(از عالی جناب ابو القلم السید محمد عبد العزیز گردیزی کشن پوری دام عزہٗ)

(۱) فرمایا کہ ہر مہینہ کے عشرۂ اولیٰ میں بروز پنجشنبہ روزہ رکھے۔ اور عشرۂ وسطیٰ میں بروز چہارشنبہ اور عشرۂ اخریٰ میں بروز پنجشنبہ روزہ رکھے۔ یہ روزے صیام الدہر کہلاتے ہیں بموجب قول اللہ تبارک و تعالیٰ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا پھر فرمایا کہ جو شخص بسبب ضعف کے روزہ نہ رکھ سکے۔ اس کو ایک دام راہ خدا میں دینا روزہ رکھنے سے افضل ہوگا۔

(۲) فرمایا کہ ایمان اقرار بزبان اور معرفت بقلب اور عمل بارکان ہے۔ ابوحاتم کہتا ہے کہ اگر یہ سند مجنون پر پڑھی جائے تو بے شک جنون سے شفا پائے۔

(۳) فرمایا کہ اعمال تین قسم پر منقسم ہے۔ یا تو فرائض ہیں یا نوافل و فضائل۔ یا معاصی و رذائل۔ فرائض بامر الٰہی اور اسکی مشیت سے عمل میں آتے ہیں۔ اور فضائل یعنی اچھے امور بھی اس کی رضامندی سے ہوتے ہیں۔ لیکن معاصی بامر الٰہی ہرگز نہیں ہوتے۔ ہاں اس کے علم سے ہوتے ہیں اور ان پر خدائے تعالیٰ عذاب دیگا۔

(۴) فرمایا۔ اے سلمان ہم نے کوئی شے خدائے تعالےٰ کے نزدیک تین چیزوں سے زیادہ محبوب نہیں دیکھی۔ اوّل سخت سردی کے وقت بہت سرد رات میں نماز پڑھنا ثانیاً سخت گرم دن

میں روزہ رکھنا۔ (ثالثاً) صدقہ دستِ راس بہ ایں پوشیدگی دنیا کہ دستِ چپ کو بھی خبر نہ ہو۔
(۶) فرمایا کہ شیطان کا سرمہ خواب ہے۔ اور لعوق اس کا جھوٹ ہے اور سعوط اس کا تکبر ہے۔
(۷) فرمایا کہ ایک فرزند جو کسی شخص کے سامنے مرجائے وہ ان ستر اولادوں سے افضل ہے جن کو اپنے بعد چھوڑ جائے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر راہ خدا میں جہاد کریں۔
(۸) فرمایا۔ جس نے سچ بولنا اختیار کیا۔ اس کا علم پاکیزہ ہوا۔
(۹) فرمایا۔ جس نے اپنے عزیزوں بھائیوں بہنوں وغیرہ اقرباء سے سلوک کیا۔ اس کی عمر زیادہ ہوئی۔
(۱۰) جس نے ہر امر میں نیک نیتی کی اس کا رزق زیادہ ہوا۔
(۱۱) فرمایا کہ شیعوں کا امتحان تین امروں سے ہوتا ہے۔ اوّل اوقات نماز کی محافظت ثانیاً ہمارے دشمن سے ہمارے اسرار کی محافظت ثالثاً اپنے مال سے اپنے اعزا رو اقارب سے سلوک۔
(۱۲) ابن شیرویہ دیلمی محدث اہلسنت اپنی کتاب فردوس الاخبار میں جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اے مسلمانو! اپنی اولاد کو تین خصلتیں سکھاؤ۔ اپنے نبیؐ کی محبت۔ آل رسولؐ کی محبت۔ تلاوت قرآن شریف۔ پھر فرمایا کہ جو شخص میری اہلبیت سے محبت نہیں رکھتا۔ یا تو وہ منافق ہے۔ یا ولد الزنا ہے یا ولد الحیض ہے ؎

ولائے مرتضےٰ دانی کرا نیست ❀ ہر آنکس را کہ مادر پارسا نیست

(۱۳) ارشاد فرمایا کہ تین آدمی خدا کے دشمن ہیں۔ اور تین بڑے سخت دشمن ہیں۔ اوّل بخیل دشمن خدا کا ہے۔ اور جو متمول ہو کر کنجوسی کرے وہ سخت دشمن خدا کا ہے۔ دوم فاجر و فاسق دشمن خدا کا ہے جو بوڑھا ہو کر بھی فسق و فجور
. . . .
میں غرق رہے وہ سخت دشمن خدا کا ہے۔ سوم مغرور دشمن خدا کا ہے جو تنگدستی میں بھی مغرور ہو وہ سخت دشمن خدا کا ہے۔
(۱۴) فرمایا۔ کہ تین آدمی دوست خدا کے ہیں اور تین بہت بڑے دوست خدا کے ہیں اوّل سخی دوست خدا کا ہے اور جو مفلسی اور محتاجگی کی حالت میں بھی سخاوت کرے وہ بہت بڑا دوست خدا کا ہے۔ دوم صالح و متقی دوست خدا کا ہے اور جو جوانی کی حالت میں بھی پرہیزگاری کرے وہ بہت بڑا دوست خدا کا ہے سوم متواضع آدمی دوست خدا کا ہے اور جو مالدار رہ کر خلیق اور متواضع ہو وہ بڑا دوست خدا کا ہے۔
(۱۵) فرمایا کہ دسترخوان پر مت بیٹھ مگر اس وقت کہ جب اشتہا کامل ہو اور دسترخوان سے مت اٹھ کہ جب تیرا دل ابھی کھانے کا طالب ہو۔ اور جو لقمہ کھا اسے نہایت اچھی طرح سے بچا۔
(۱۶) فرمایا کہ تین چیزیں بروز قیامت قاضی یوم الحساب سے شکایت کریں گی۔ (۱) مصحف

(۱۶) مسجد (۲) عترت محمدؐ جنہوں نے ان سے بیوفائی کی ہو اور شفاعت کریں گی ان کی جنہوں نے ان سے تمسک کیا ہو اور وہ مقبول بارگاہ لم یزلی ہوگی۔
(۱۷) فرمایا کہ دنیا خنزیر کی ہڈی ہے اور طالب اس کا مردار خوار۔
(۱۸) فرمایا روزی دو قسم کی ہے ایک وہ جو خود انسان کی متلاشی ہے اور دوسرے وہ جو انسان تلاش کرتا ہے۔ اے انسان تو قناعت کر اور کل کی فکر مت کر کہ شاید کل تو رہے یا نہ رہے۔
(۱۹) فرمایا کہ دنیا مانند زال کے ہے۔ جوانمرد اس سے کنارہ کش اور نامرد اس سے متمسک ہیں۔
(۲۰) فرمایا۔ کہ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔
(۲۱) فرمایا۔ کہ محبت ہماری (اہلبیت رسولؐ کی) گناہوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح آگ ہیزم خشک کو۔
(۲۲) فرمایا۔ دنیا سے دل نہ لگاؤ۔ ہوشیار ہیں وہ جو اس سے بچتے ہیں۔ کیونکہ یہ ایک جال ہے مکر کا۔
(۲۳) فرمایا۔ والدین کی اطاعت جنت کی کنجی ہے۔
(۲۴) فرمایا۔ کہ پہچانا میں نے اپنے رب کو اپنے ارادوں کے ٹوٹ جانے سے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ و حضرت عائشہ

باوجودیکہ جو فرق نور و ظلمت میں ہے خیر و شر میں ہے وہی فرق بعینہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت عائشہ میں بھی، بجز اس کے کہ دونوں جناب رسول خدا صلعم کی بیویاں تھیں" بین موجود ہے۔ مگر پھر بھی صاحبان اعتصاب اس معاملہ میں حسب عادت قدیمہ کچھ ایسے جادۂ اعتدال سے گذرے ہوئے نظر آتے ہیں کہ حق نگاری کی ضرورت آن ہی پڑتی ہے۔

چنانچہ جب میں نے کتاب "سیرت عائشہ و ابطال الباطل" دیکھی تھی۔ جبھی سے میرا خیال تھا۔ کہ میں ان روشن خیال حضرات کے دعویٰ کو ایک حد تک دیکھوں اور معلوم کروں کہ آیا حضرت عائشہ کی فوقیت کا سبب اور انہیں ام المومنین کے لقب سے ملقب کرنے کا موجب کیا ہے۔ دراصل حضرت عائشہ کے اخلاقی و روحانی کارنامے ایسے ہیں جو بمقابلہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے فوق رکھتے ہیں یا نہیں لیکن وقت نے مساعدت نہ کی۔ بات آئی و نکل گئی۔

مگر آج پھر جب میرے ایک دوست نے بڑی شد و مد کیساتھ حضرت عائشہ کی فضیلت و بزرگی بیان کرنی شروع کی اور اپنے دعویٰ میں اس قدر بہکے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو کون کہے حضرت آسیہ و مریم کی بھی کوئی وقعت نہ رکھی، کہنے لگے کہ آپ کی تصویر حریر سبز میں لپیٹ کر خود پروردگار عالم نے بذریعہ جبرئیل امین اپنے رسولؐ کے پاس بھیجی تھی اور کہلایا تھا کہ دنیا و آخرت میں آپ کی بیوی ہیں" ترمذی

جلد ۴ صفحہ ۲۲۸ میں جو کہ مجتبائی پریس کی چھپی ہے لکھا ہے تو بتایئے کہ یہ شرف کسی اور عورت کو حاصل ہوا ہے پھر آپ کی فضیلت و بزرگی میں کیا کلام ہے۔

گو میں نے اپنے دوست کے اس خیال کی تردید یوں کر دی کہ اولاً تو میرے نزدیک یہ بات بالکل مہمل سی معلوم ہوتی ہے۔ ثانیاً وہ قرآنی آئین جو کہ تہدیداً و تنبیہاً ان دونوں بیویوں (حضرت عائشہ و حفصہ) کے متعلق سورہ تحریم و سورہ احزاب میں موجود ہیں اس روایت کے عدم صحت پر دلالت کرتی ہیں۔ دیکھئے خداوند عالم سورہ تحریم میں ارشاد فرماتا ہے "ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما" یعنی اے عائشہ اور حفصہ دونوں خدا کی جناب میں توبہ کرو بہ تحقیق کہ تم دونوں کے دل حق سے ہٹ گئے ہیں۔ جس کی محققانہ تفصیل تفسیر بیضاوی جلد اول صفحہ ۲۷۳ و تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۹۱۹ و تفسیر کبیر رازی جلد ۸ صفحہ ۲۳۲ میں موجود ہے اور سورہ احزاب پارہ ۲۲ میں ارشاد فرماتا ہے کہ "یا ایہا النبی قل لازواجک ان .... تبرج الجاہلیۃ الاولیٰ" یعنی اے نبی کہ تو اپنی بیویوں سے کہ اگر تم لوگوں کو حیات دنیا اور زینت دنیا پسند ہے تو آؤ ہم تمہیں طلاق دیں اور تم اپنے گھروں میں رہا کرو مگر زنان کافرہ کی روش اختیار نہ کرو جس میں بیویوں سے مراد صاف صاف حضرت عائشہ و حفصہ سے ہے کیونکہ انہیں دونوں بیویوں سے جناب رسالت مآب کو اس قدر ایذائیں پہنچیں کہ آپ نے حضرت عائشہ سے طلاق دینے کی بات چیت کی تھی اور حضرت حفصہ کو طلاق رجعی دے چکے تھے۔ دیکھو تفسیر نیشاپوری جلد ۲ صفحہ ۲۰۷۔ تفسیر بیضاوی جلد ۲ صفحہ ۷۹ تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۷۱۵ اور حالی کی تصنیف سیرۃ النبی جلد اول از صفحہ ۷۰۹ تا صفحہ ۷۱۵ گو اس آخری کتاب میں جا بجا واقعات روایت و درایت کے پردے میں چھپائے گئے ہیں لیکن پھر بھی معاملہ صاف ہے اور حقیقت سے انکار کی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن میرا پھر وہ اگلا خیال تازہ ہو گیا اور یہ بات ذہن نشین ہو گئی کہ اس سلسلہ میں تھوڑا سا مقابلہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ و حضرت عائشہ کا ناظرین کے سامنے پیش کر دوں تاکہ عوام کو معلوم ہو جائے کہ جو کچھ فضیلت حضرت عائشہ کو دی جاتی ہے وہ صرف محبت کے اس پہلو سے دی جاتی ہے کہ آپ حضرت ابوبکر صاحب کی صاحبزادی ہیں اگر یہ صفت آپ کے شامل حال نہ ہوتی تو اس قدر فضائل و محامد میں سرگرمی نہ ہوتی اور عداوت کے اس پہلو سے دی جاتی ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ نساء العالمین حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی والدہ ماجدہ تھیں ورنہ کوئی ذرہ برابر بھی نسبت حضرت عائشہ کو حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے نہیں ہے۔

ملاحظہ ہوں چند سطحی باتیں

حضرت خدیجۃ الکبریٰ	حضرت عائشہ
(۱) آپ جناب رسول خدا صلعم سے ۱۰ برس بڑی تھیں مگر باوجود اس تفاوت سن	(۱) آپ تقریباً ۴۵ سال چھوٹی تھیں یعنی جناب رسول خدا صلعم کی وفات کے وقت آپ کا سن شریف

حضرت خدیجۃ الکبریٰ

کے بھی یہ عقد باخود ہا ایسا مبارک ہؤا کہ خدائے تعالیٰ تمام مومنین کے ازواج کو ایسا ہی مبارک کرے۔

(۲)۔ آپ صاحب اخلاق تھیں شائستہ تھیں اور فطرت و تعلیم سے ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی خاتون کے اوصاف حمیدہ سے اتصاف رکھتی تھیں۔ آپ کی ایمانی قوت اس درجہ بڑھی ہوئی تھی اور صحبت رسول کا پرتو ایسا تھا کہ آپ رسول خدا پر ایمان لانے والی بیویوں میں سے پہلی بیوی تھیں (سیرۃ النبی جلد اول صہ ۱۵۱)

(۳)۔ آپ کی حیات میں رسول خدا صلعم نے کوئی عقد نہیں کیا جس سے تعلق روحانی ثابت ہوتا ہے اور باخود ہا موالنست کا پتہ چلتا ہے۔

(۴)۔ آپ کی بعد ممات بھی جناب رسولخدا صلعم برابر تعریف کرتے رہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے آنحضرت کے دل میں وہ عظمت پیدا کرلی تھی جسے کاتب قدرت نے لکھ رکھا تھا (صحیح مسلم جلد ۲ صہ ۲۸۴)

(۵)۔ آپ کو جناب رسول خدا صلعم نے حضرت مریم و حضرت آسیہ کا ہم پلہ قرار دیا (نووی صہ ۲۸۴)

حضرت عائشہ

صرف اٹھارہ سال کا تھا اور چند سال سہاگن رہیں۔ تاہم یہ زمانہ ایسی کل کل و سوء مزاجی میں گذرا کہ خدا کسی مومن کو نصیب نہ کرے۔

(۲)۔ آپ صاحب جمال تھیں۔ اخلاقی مادہ نہ تھا بلکہ بجائے اس کے مادۂ حسد سے مملو تھیں۔ چنانچہ جب ہالہ بنت خویلد خواہر حضرت خدیجۃ الکبریٰ ایک موقع پر جناب رسول خدا صلعم کے دیکھنے کے لئے تشریف لائیں اور جناب رسول خدا اخلاق سے پیش آئے۔ دوران تقریر میں ذکر خدیجۃ الکبریٰ آیا تو آپ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے اوپر حملہ کیا اور کہنے لگیں کیا آپ اس بڑھیا کو یاد ہی کرتے رہیں گے جس کے دانت گر گئے تھے اور گالوں کی سرخی جاتی رہی اور جس کی رانیں خشک ہوگئی تھیں۔ خدا نے اس سے بہتر عورت آپ کو دی ہے (صحیح مسلم جلد ۲ صہ ۲۸۴)

(۳)۔ آپ کے بعد بھی چند بیویاں آنحضرت کے حبالۂ نکاح میں درآئیں جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ تعلق روحانی نہ تھا اور موانست کامل نہ تھی۔

(۴)۔ حیات میں بھی کبھی جناب رسالت مآب صلعم نے آپکی ایسی تعریف نہیں کی کہ جس سے معلوم ہوتا کہ آپ نے آنحضرت صلعم کے دل میں وہ عظمت پیدا کرلی تھی۔ جو حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو حاصل تھی۔

(۵)۔ آپ کی تعریف آنحضرت صلعم نے ایک خستہ روٹی سے مثال دیکر فرمائی۔ جس کی لذت کو ظاہرا صرف مادیات سے تعلق ہے (نووی صفحہ ۲۸۴)

حضرت خدیجۃ الکبریٰ	حضرت عائشہ
(۶) - آپ بڑی سیر چشم تھیں۔ کبھی کسی دنیاوی شے کے لئے جناب رسول خدا صلعم کو تکلیف نہیں دی۔	(۶) - سیر چشمی آپ کی سرشت میں داخل نہ تھی۔ چنانچہ جب مال غنیمت آتا تھا اپنا حصہ لینے میں زور و شدت کو راہ دیتی تھیں اور نان و نفقہ کی بحث و تکرار لگی رہتی تھی۔
(۷) - آپ سے جناب رسول خدا صلعم کو کبھی ایذا نہیں پہنچی۔ ہمیشہ آرام و اطمینان نصیب رہا۔	(۷) - آپ سے ایسی ایذا جناب رسول خدا صلعم کو پہنچی کہ طلاق دینے کی بابت آیت خداوندی نازل ہوئی (سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۵ جو اوپر بھی درج ہو چکی ہے)
(۸) - آپ نے کبھی جناب رسالت مآب صلعم کی تذلیل نہیں کی۔	(۸) - آپ نے دہن مبارک سے مغافیر کی بو کے آنے کا الزام لگا کر کھلم کھلا تذلیل و تحقیر کی (سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۴۹۸ و صفحہ ۴۹۹)
(۹) - آپ کے لئے دربار ذوالجلال سے کوئی آیت عتاب آمیز تنبیہاً و تہدیداً نہیں آئی۔	(۹) - آپ کی وجہ سے رسول خدا صلعم متنبہ کئے گئے فلما نبأت به واظهره الله (سورہ تحریم) اور آپ کے لئے عتاب آمیز عبارت تنبیہاً و تہدیداً آئی (سورہ تحریم و سورہ احزاب پارہ ۲۲)
(۱۰) - آپ کی ذات مجمع الصفات سے شان رسالت و مدارج نبوت کی تحقیر کبھی نہیں ہوئی اور نہ آپ سے کبھی ایسے سوال و جواب کی نوبت آئی کہ جس کا تذکرہ کتابوں میں لکھا جاتا۔ یہ بھی آپ کی تہذیب جو ایک خاتون کے شایان شان تھی۔	(۱۰) - آپ کی وجہ سے اب تک تنقیص شان رسالت و تحقیر شان نبوت ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو۔ عن عائشۃ قال كنت لعب بالبنات ...... یلعبن معی" (سنن ابن ماجہ جلد اول صفحہ ۱۴۳) افادہ لعنی جناب عائشہ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ میری ہمجولیوں کو میرے پاس بھیجتے تھے۔ میں آپ کے سامنے ان سے گڑیاں کھیلتی تھی۔ یا سنن ابی داؤد جلد ۴ صفحہ ۲۱۹ میں ہے کہ جناب عائشہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ تبوک یا خیبر سے تشریف لائے تو جلوخانہ میں پردہ پڑا ہوا ہے اس کا کونہ ہٹا اور جناب عائشہ کے کھیلنے کی گڑیاں نمایاں ہو گئیں تو آنحضرت

حضرت خدیجۃ الکبریٰ	حضرت عائشہ
	نے پوچھا یہ کیا ہے۔ جناب عائشہ نے کہا میری گڑیاں ہیں۔ ان گڑیوں میں ایک پرواز گھوڑا بھی تھا۔ آنحضرت نے پوچھا یہ کیا ہے؟ کہا گھوڑا ہے۔ فرمایا گھوڑے کے پر ہوتے ہیں؟ کہا آپ نے سنا نہیں کہ حضرت سلیمان کے گھوڑے کے پر تھا۔ یہ سن کر آپ اسقدر ہنسے کہ دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔ اللہ! اللہ!!
(۱۱)۔ آپ نے ہمیشہ رسول خدا صلعم کے اعزہ سے مروتانہ سلوک کیا اور محبت سے پیش آئیں	(۱۱)۔ آپ جناب رسول خدا صلعم کے ابن عم و داماد سے اور نفس اللہ المبین کا شوہر تھا جنگ کی (جنگ جمل)
(۱۲)۔ آپ کے بطن مبارک سے سیدۃ نساء العالمین حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سی معصوم لڑکی پیدا ہوئی۔ جس کے لئے آیہ تطہیر نازل ہوئی (سورہ احزاب) (ارجح المطالب صد ۵۲)	(۱۲)۔ آپ کے بطن سے کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی۔

پس کیسے کہا جا سکتا ہے کہ حضرت عائشہ فضائل و محامد میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے فوقیت رکھتی تھی۔

("بیباک" ماہلی)

انجمن فردوسیہ تاراگڈھ

مرقومہ بالا نام سے ایک انجمن نوجوانان شیعہ (اہل تاراگڈھ بستئے سادات عظام ضلع اجمیر راجپوتانہ) تاراگڈھ نے تین مہینے ہوئے کہ منعقد کی ہے اور اس قلیل عرصہ میں بحمدہ اس انجمن نے اپنی نیک رفتاری کی وجہ سے اچھی اور نمایاں ترقی کر لی ہے۔ اگر یہ شوق و ذوق نوجوانان کا قائم رہا تو یقیناً اس خطہ میں یہ انجمن نہایت کامیاب ثابت ہوگی۔ اس کے اغراض و مقاصد حسب ذیل ہیں۔

"توسیع عزا، پابندئ صوم و صلوٰۃ و دیگر واجبات وغیرہ۔ اعانت و ہمدردی برادران مذہب اور وقتاً فوقتاً مضامین سلسلہ عزا کو غیر مذاہب پر ظاہر کرنا (جس کی اس ضلع اجمیر میں سخت ضرورت ہے) خداوند عالم سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب اور اس کی آل اطہر کے صدقہ سے اس انجمن کو ہر طرح کی وسعت

اور کارکنان انجمن کو فلاحت وہمدردان انجمن کو اجر نیک عطا فرمائے۔
اس انجمن نے ایک کتب خانہ بھی جاری کیا ہے جس میں اکثر کتب مناظرہ وفقہ وسیر منگوائی جاچکی ہیں اور سلسلہ کتب بینی نہایت شوق کے ساتھ جاری ہے۔ صرف اہل انجمن ہی نہیں بلکہ دیگر مومنین علاوہ از انجمن بھی معائنہ فرماتے رہتے ہیں اور یہ تجویز کارکنان انجمن کی نہایت مفید ثابت ہوئی ہے۔ علاوہ اہل تشیع (بدست ممبران انجمن) اکثر کتب مناظرہ ورسائل دیگر حضرات تک بھی پہنچ چکی ہیں اور نمایاں نتیجہ پیدا کیا ہے۔ لہذا جملہ ممبران انجمن مصنف صاحبان مذہب حقہ شیعہ سے اور خصوصاً جناب سرکار شریعت مدار علامہ السید علی الحائری صاحب قبلہ مجتہد العصر کی خدمت میں عرض رساں ہیں کہ ایک ایک نسخہ اپنی اپنی تصانیف کا مرحمت فرما کر کتب خانہ کو زینت بخشیں اور انجمن کے مقاصد کی کامیابی میں سعی فرماویں۔ جملہ کتب ذیل کے پتہ پر آنی چاہئیں:۔
دفتر انجمن فردوسیہ تارا گڈھ اجمیر راجپوتانہ بدست سکرٹری سید گوہر علی جعفری برسد۔

انتقال پُرملال

بتاریخ ۲۶ ؍ نومبر ۲۷ء مطابق ۲ جمادی الاول ۱۳۴۶ھ یوم پنجشنبہ کو عالی جناب تقدس مآب زاہد المتقین فخر العلماء قبلہ وکعبہ مولانا مولوی سید امداد علی صاحب نے اس دنیائے ناپائیدار سے رحلت فرمائی۔ ایسے زاہد عامل کامل ناصر دین کا سر پر سے اٹھ جانا قیامت ہے۔ مگر مرضی ایزدی یوں ہی تھی۔ جنازہ نہایت شان وشوکت سے اٹھایا گیا۔ جس کے ہمراہ اہل اسلام کے علاوہ اہل ہنود بھی بکثرت تھے۔ اسی روز سے برابر مجالس وقرآن خوانی جاری ہے۔ قرب وجوار کے بستی باہما دربور۔ کھرل وارپورہ۔ جی پور وغیرہ وغیرہ میں بھی قرآن خوانی ہو رہی ہے۔ لہذا مومنین کی خدمت میں التماس ہے کہ اپنے اپنے مقامات پر فاتحہ خوانی فرما کر روح مرحوم مغفور کو فرحت دیں خدا پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔
عالی جناب آل نبی صاحب وکیل ہائیکورٹ آگرہ کے انتقال پر مومنین رنج وافسوس کرکے دعا ہے کہ ان کی مغفرت ہو اور پس ماندگان کو صبر عطا ہووے۔ فقط
(المکلف:۔ محمد تقی نقوی سکرٹری انجمن اثنا عشری الور)

الحافظ:۔ جناب مولانا مرحوم فی الواقع اس علاقہ میں ایک بے نظیر شخص تھے ع
خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں
ہمکو مرحوم کے جملہ وابستگان سے دلی ہمدردی ہے۔ (مدیر)

ریاست اصغر آباد کے تبلیغی دورہ کا فوری اثر

حسب ذیل خط سے ظاہر ہے

۲۸ نومبر ۱۹۲۷ء

عالم دین مبین نائب امام سرکار سید علی الحائری صاحب قبلہ زاد فیوضکم

السلام علیکم!

آج عزیزم سید سلطین احمد سلمہ طالب علم مسلم یونیورسٹی علی گڈھ مجالس اصغر آباد سے واپس آیا اور ظاہر کیا کہ حضور والا کی خدمت میں وہاں وہ حاضر ہوا تھا اور حضور سے دوسری مجلس پڑھنے کے لئے اپنی اور دیگر مومنین کی طرف سے عرض کیا تھا جو جناب عالی نے منظور فرمایا اور اس سے اظہار خوشنودی فرما کر اسے تبلیغ کے لئے تیاری کے قابل فرمایا۔ اگر حضور والا اسے اس کام کے لئے مناسب سمجھتے ہیں۔ تو میں حضور کی خدمت میں بھیجکر پورا اختیار دینے کیلئے تیار ہوں کہ جتنی اور جس عرصہ تک چاہیں تعلیم دیں اور انگریزی تعلیم ترک کرا دیں۔ ہماری بڑی خوش قسمتی ہے کہ وہ عالم دین ہو جائے۔ جواب کا منتظر ہوں۔ فقط

احقر رضا احمد رضوی ابوترابی اکبر آبادی (ضلع علیگڈھ)

الحافظ ممدوح کو جناب قبلہ و کعبہ شمس العلماء دام ظلہ کی طرف سے جو جواب دیا گیا ہے۔ اس کا اقتباس حسب ذیل ہے:۔

"کہ زمانہ حاضرہ میں مبلغ کے لئے انگریزی تعلیم کی جس قدر ضرورت ہے وہ مخفی نہیں ہے۔ میرے نزدیک علی گڈھ کالج کی تعلیم کو جاری رکھتے ہوئے فی الحال برخوردار کو عربی کی ابتدائی تعلیم بھی پرائیویٹ طور پر دی جائے۔ امتحان کالج میں کامیاب ہونے کے بعد وہ تبلیغی تعلیم کی طرف توجہ کرے امید ہے اس طرح اس کی تبلیغی جدوجہد زیادہ مفید اور کامیاب ثابت ہوگی۔ انتہیٰ ملخصاً

(مدیر)

حضور خاتم الانبیاء روحی لہ الفداء

(از افادات حضور حجۃ الاسلام صدر الشریعہ شمس العلماء علامہ حائری صاحب قبلہ دام ظلہم)

پیغمبر اسلام علیہ وآلہ سے پیشتر ایسی ہستیاں بھی گذری ہیں جن کی طرف عظیم الشان دعوے منسوب کئے گئے ہیں۔ کوئی تو خدا کے اوتار ہونے کا مدعی ہے اور کوئی خدا کا بیٹا اور خدائی میں حصہ دار اور دنیا کی حالت بھی اس وقت ایسی ہے کہ وہ ایسی باتوں کو ماننے کے لئے جلد تیار ہو جاتے۔

پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام ایک ایسی قوم میں پیدا ہوتے ہیں جو پرلے درجہ کی بت پرست اور توہم پرست ہے۔ جو بوجہ علوم سے نا آشنا محض ہونے کے ایک ایک پتھر کو اپنا خدا سمجھتی ہے۔ اور ہوا کے ایک جھونکے میں جنات کا کچھ تصرف اسے نظر آتا ہے۔ ایسی قوم کو ایک شخص جو اپنے پیچھے دوسروں کا بحال سکتا ہے جو کچھ چاہتا منوالیتا اور بالخصوص جب اس کے سامنے وہ قوم میں بھی موجود ہوں۔ جو ایک عاجز انسان کو اپنا خدا مان رہی ہوں تو ایک منصوبہ باز کے لئے تو راہ بالکل کھلی تھی۔ مگر کس قدر عجب بات ہے کہ وہ عین اس کے خلاف ایک راہ چلتا ہے۔ اس کی وحی میں کھول کر اعلان کر دیا جاتا ہے قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد۔ کہ دو کہ میں صرف تمہاری طرح ایک بشر ہوں۔ میری طرف یہ وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے۔ وہ جو اصول لوگوں کو اسلام میں داخل کرنے کے لئے پیش کرتا ہے۔ اس میں سب سے پہلے دو ہی باتیں منواتا ہے۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلعم خدا کا بندہ اور رسول ہے۔

اب غور کرو! کہ کھلے طور پر خدا کا بندہ اپنے آپ کو منوانا اور یہ اعلان کرنا۔ کہ میں بھی تمہارے ہی طرح بشر ہوں یہ خود ہی آنحضرت صلعم کی صداقت پر ایک عظیم الشان شہادت ہے۔ نہ وہ صرف اپنے آپ کو انسان سے بڑھکر کچھ نہیں بناتا بلکہ اس بات کا اقرار اپنے پیروؤں سے لیتا ہے کہ وہ اسے انسان سے بڑھکر کچھ نہ مانیں گے اور ایک ہی لفظ سے ان تمام غلطیوں کی جڑ کاٹ دیتا ہے۔ جن کا ارتکاب ایک برگزیدہ انسان کے بعد اس کے پیرو غلو اور افراط محبت کی وجہ سے کرتے ہیں۔ اگر وہ بھی یہ راستہ کھلا چھوڑ جاتا تو اس کے پیرو غلو کر کے اسے کچھ کا کچھ بنا لیں تو بے شک اس کے بعد ایک نبی کی ضرورت ہوتی لیکن چونکہ اس نے آخری نبی ہونا تھا۔ اس لئے اس قسم کی تمام غلطیوں سے جو ایک شخص کی ساری تعلیم کو ہی سراسر باطل کر دیں۔ اس نے اپنے پیروؤں کو ہمیشہ کیلئے بچا لیا۔

اس میں ایک اور قابل غور یہ بات ہے۔ کہ دنیا میں کسی نبی نے۔ دنیا کا آخری نبی ہونے کا دعویٰ کبھی نہیں کیا اور یہ نہیں کہا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ یہاں تک کہ حضرت مسیح کو بھی یہ دعویٰ کرنے کی جرأت نہ ہو سکی بلکہ صاف الفاظ میں ایک ایسے معلم کی اپنے بعد آنے کی ضرورت

بتائی کہ جو سب صداقتوں کی شہادت دیگا۔

ساری دنیا کی مذہبی تاریخ میں آخری نبی ہونے کا دعوی بھی ایک نرالا دعوی ہے۔ جو ہزارہا انبیاء میں سے جو مختلف قوموں اور مختلف ملکوں میں آئے۔ کسی نبی نے نہیں کیا۔ بعد میں تو کیا کوئی کرے گا خود آپ کا یہ دعوی ہی۔ ایک انسان کو حیرت میں ڈالنے کے لئے کافی ہے کہ امی العربی۔ فداہ امی وابی۔ جو ایک ایسے ملک میں رہنے والا ہے۔ جس کو دنیا کے کسی دوسرے ملک سے کوئی تعلق نہیں۔ پھر اس ملک میں اپنی بھی کوئی تاریخ نہیں۔ دوسرے کسی ملک کے تاریخی حالات سے کیا واقفیت ہوگی۔ وہاں وہ ایک ایسی بات کا دعوی کرتا ہے جس کی نظیر بھی پہلے کوئی نہیں پائی جاتی ایک طرف اپنے آپ کو معمولی بشر قرار دینا۔ دوسرے انسانوں سے اپنے آپ کو نہ بڑھانا اور دوسری طرف ایک ایسا عظیم الشان دعوی کہ میں ہی دنیا کا آخری پیغمبر ہوں۔ کس قدر حیرت میں ڈالنے والی باتیں ہیں۔ اور پھر عجیب بات یہ ہے کہ اس کے دعوی کو واقعات نے بھی سچا کر دکھایا۔ کیونکہ آپ کے بعد دنیا کی تاریخ میں کوئی شخص ایسا پیدا بھی نہیں ہوتا۔ جو نبوت کا دعوی کرتے رہے۔ بعض کے دوسرے اس کے بعد کے زمانہ میں بھی خدائی تک پہنچتے رہے۔ مگر آپ کے بعد نبی ہونے کا دعوی کسی شخص نے نہیں کیا اگر ایک طرف آپ کا آخری نبی ہونے کا دعوی حیرت میں ڈالتا ہے تو دوسری طرف یہ امر بھی کم حیرت انگیز نہیں کہ آپ سے پہلے کس طرح مختلف قوموں اور ملکوں میں نبی پر نبی آتے رہے۔ مگر آپ کے بعد کوئی شخص مدعی نبوت پیدا نہیں ہوتا اور اگر کوئی شخص کذاب قادیان کی طرح دعوی نبوت کرتا ہے تو وہ سرسبز نہیں ہوتا۔ غرض کوئی قوم ایسی نہیں کہ پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام کے بعد کسی نبی کے آنے کو مانتی ہو۔ گو آپ سے پہلے انبیاء کے آنے کو ساری قومیں مانتی ہوں۔

نت عامہ یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ بعثت کی چونکہ اصل غرض صرف مخلوق کو ہدایت کا پہنچانا تھا۔ اور یہ ہدایت مختلف انبیاء اپنی اپنی قوم کی استعداد کے مطابق لوگوں کو پہنچاتے رہے۔ آخر وقت آیا جب نفوس انسانی مختلف انبیاء کی تعلیم سے اس قابل ہو چکے تھے کہ اب وہ آخری اور جامع تعلیم پائیں اور اپنے انتہائی کمال کو پہنچیں۔ اس لئے پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام کے ذریعہ سے خدائے تعالے نے اس ہدایت کو دنیا تک پہنچایا۔ اور اس کا امتیازی نشان یہ رکھدیا۔ کہ آپ کی تعلیم ساری دنیا کے لئے ہو۔ تاکہ یہ ایک شہادت ہو اس بات کی کہ آپ کے آنے سے نبوت میں انقلاب عظیم آگیا ہے۔ اور وہ کامل تعلیم آگئی ہے۔ جس سے سارے انسان جہاں کہیں ہوں۔ کمال انسانی کو آخری حد تک جو اس دنیا میں نفس انسانی حاصل کر سکتا ہے کرلیں۔ کیونکہ جو تعلیم صرف ایک ہی قوم کی ضروریات کو پورا کرتی ہے وہ انسان کی فطرت کی ساری شاخوں کو غذا نہیں دیگی مختلف قوموں میں مختلف قوائے انسانی کا نشو ونما خاص طور پر ہوا۔ اور انہی نشو ونما کی ضرورت کے مطابق ان میں متفرق طور پر نبی آتے رہے۔ یہ متفرق طور پر آنا خود ہی اس بات کی شہادت تھی۔ کہ

ان کی تعلیم ساری نسل انسانی کے لئے نہیں اور اس لئے ابھی وہ تعلیم اپنے حقیقی کمال کو نہیں پہنچی لیکن جب وہ کامل تعلیم نازل ہوئی تو اس کے ساتھ ہی قوم اور رنگ اور ملک کی حد بندیاں بھی ٹوٹ گئیں اسی لئے پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام کو حکم ہوا کہ کہدو یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا اور دوسری جگہ ارشاد ہوا ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ہم نے تم کو صرف اسی لئے بھیجا ہے کہ تا تم ساری دنیا کے لئے۔ ساری قوموں کے لئے رحمت بن جاؤ۔ اسی طرح فرمایا۔ تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا۔ بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اپنے بندہ پر فرقان نازل کیا تا کہ ساری قومی تفریقوں کو مٹا یا تا کہ یہ پیش خیمہ ہو اس بات کا کہ وہ کامل تعلیم آئی جو انسان کو اپنے حقیقی کمال تک پہنچا سکتی ہے۔

ہدایت کاملہ

یہ مسلم ہے کہ دنیا کی کوئی کتاب نہیں جس نے یہ دعویٰ کیا ہو۔ کہ میں نے ہدایت کو مکمل کر دیا۔ بلکہ ان کتابوں کی ہدایت کو تکمیل تک نہ پہنچانے کے اشارات کئی جگہ پائے جاتے ہیں۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کی کلام میں تو صاف اور کھلا اقرار موجود ہے حالانکہ اگر کوئی شخص سوائے پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام کے تکمیل ہدایت کا مدعی ہو سکتا۔ تو وہ حضرت مسیح علیہ السلام ہی ہو سکتے۔ کیونکہ آپ کے اور حضور صلعم کے درمیان چھ سو سال کی تاریخ کسی نبی کے آنیکو تسلیم نہیں کرتی اسطرح پر پیغمبر صلعم سے پہلے نبی حضرت مسیح ہی ہیں پس اگر کوئی شخص تکمیل ہدایت کا مدعی ہو سکتا تو لازمًا حضرت مسیح ہو سکتے تھے اور جو شخص تکمیل ہدایت کا مدعی ہو اسکے بعد بلا شبہ نبی کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور وہی آخری نبی قرار پانا چاہئے کیونکہ اس کے وجود میں اصل غرض پوری ہو جاتی ہے۔ نبیوں کی دنیا میں آنیکی ضرورت یہی ہے کہ وہ منجانب اللہ ہدایت پا کر لوگوں تک پہنچا دیں۔ اور یہ ہدایت جیسا کہ دنیا کی مختلف قوموں کی ضرورت تقاضا کرتی تھی۔ ہر قوم کی حالت اور زمانہ کے مطابق نازل ہوتی رہی۔ مگر کامل طور پر کسی ایک نبی پر وہ نازل نہ ہوئی اور جب تک ہدایت کامل نہ ہو جائے اس وقت تک نبیوں کی آمد کا سلسلہ ختم نہیں ہو سکتا۔

پس خاتم النبیین یا دنیا کا آخری نبی ہونے کا دعوی اسی نبی کو سزاوار ہے جو تکمیل ہدایت کر دے اور ایسے جامع اصول ہدایت کے بیان کرے کہ اس کے بعد پھر اور اصول کی ضرورت دنیا کو نہ رہے اور ہر ایک قوم اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ پیغمبر اسلام سے پہلے نبی چونکہ مسیح علیہ السلام ہی ہیں۔ اس لئے اگر حضرت مسیح یہ دعوی کرتے کہ انہوں نے ہدایت کی تکمیل کر دی تو پھر جو کچھ جی چاہتا ان کے پیرو ان کو بناتے اور ان کے بعد کسی نبی کے آنے کی ضرورت باقی نہ رہتی مگر مسیح کو اس عظیم الشان دعوی کرنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ بلکہ مسیح کے منہ سے خدا نے وہ کلمات نکلوا دئے جو ہمیشہ کے لئے اس ضرورت کو با آواز بلند پکار کر بیان کریں گے کہ مسیح کے بعد دنیا کو ایک اور نبی کی ضرورت تھی۔ اور جب تک وہ نہ آتا سارا سلسلہ نبوت ہی باطل ٹھیرتا۔ کیونکہ اصل غرض (تکمیل ہدایت) جس کے بغیر نسل انسانی اپنے اصلی کمال کو حاصل نہ کر سکتی تھی پوری ہی نہ ہوتی۔

سنو! حضرت مسیح کو مجبوراً یہ اعتراف کرنا پڑا کہ "جب وہ یعنی روح حق آوے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتا دیگی"۔ اللہ اللہ۔ اس پاک دل انسان نے کس صفائی کیساتھ بیان کر دیا ہے۔ کہ ابھی ایک اور کی ضرورت ہے۔ جو سچائی کی ساری راہیں بتا دے یعنی تکمیل ہدایت کر دے۔ اب دیکھ لو کہ وہ روح جب آئی تو اس نے پکار کر کہدیا جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا سو وہ روح حق آگئی جس کی دنیا کو انتظار تھی۔ جس کے بغیر انسان کی پیدائش ہی عبث ٹھہرتی۔ اس روح حق نے اپنا پیغام پورے طور پر دنیا کو پہنچا کر آخر یہ اعلان کر دیا جو دنیا کی تاریخ میں ایک ہی اعلان ہے اور ایک ہی رہے گا جس کے مقابل نہ کبھی کسی نے آواز اٹھائی نہ کوئی اٹھا سکے گا۔

تحفظ ہدایت

گو دنیا کی تاریخ میں الیوم اکملت لکم دینکم کا نظارہ ایک ہی نظارہ تھا مگر یہ نظارہ دل خوش کن نہ ہوتا۔ اگر اس کے ساتھ یہ تسلی نہ ہوتی۔ کہ اس کمال کو اب کبھی زوال نہ آئے گا۔ دنیا کی تاریخ میں بڑی بڑی ہدایتیں آئیں۔ نسل انسانی کے فائدہ کے لئے بہت کچھ خدا نے بھیجا مگر انسان کے ہاتھوں نے اسے بسا اوقات بگاڑا۔ مگر اس کامل دین کو اگر دنیا کی تمام طاقتیں بھی جمع ہو کر بگاڑنا چاہیں تو کبھی اس ارادہ میں کامیاب نہیں ہو سکتیں۔ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا۔

اصل بات یہ ہے کہ ایک چیز پہلے ہی اپنے کمال کو نہ پہنچے تو وہ ناقص ہے اور کمال کی محتاج رہیگی۔ ایک چیز کمال کو پہنچ جائے مگر اس میں نقص پیدا ہونے کا خطرہ باقی ہو تو وہ پھر کمال کی محتاج ہو جائے گی اس لئے یہ دونوں صورتیں جب تک اکٹھی نہ ہوں ختم نبوت کا منشا پورا نہیں ہو سکتا۔ مانا کہ ہدایت کی تکمیل ہو گئی۔ لیکن اگر اس تکمیل کے بعد پھر اس میں کچھ نقص پیدا ہو جائے تو ختم نبوت کا دعویٰ صحیح نہ ہوتا۔ کیونکہ پھر اس ناقص کو خواہ وہ نقص پیچھے ہی پیدا ہوا ہو پورا کرنے کی احتیاج باقی رہتی اور جب نبوت کی ضرورت باقی ہوتی تو ختم نبوت کا دعویٰ باوجود تکمیل ہدایت کے باطل ٹھہرتا۔ مگر وہ خدا جس نے شروع سے پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام کے ذریعہ نبوت کو اپنے کمال تک پہنچانے کا ارادہ کیا ہوا تھا۔ اس نے نہ چاہا کہ ایک پہلو سے ختم نبوت کرکے دوسرے پہلو کو یونہی چھوڑ دے اور نبوت و رسالت کی ضرورت ویسی کی ویسی باقی رہجائے بلکہ اس نے ختم نبوت کو خوب پختہ کیا اور اس میں کسی قسم کے نقصان کا احتمال باقی نہ چھوڑا اور ایک طرف تکمیل ہدایت کرکے اور دوسری طرف اس مکمل ہدایت کی حفاظت کا حتمی وعدہ دیکر اور اس کی حفاظت کو اپنے ذمہ لیکر اور ہر طرح سے ختم نبوت کی دیوار کو پختہ کرکے نبوت کے دروازہ کو بند کر دیا۔ کیونکہ جس حکمت کے لئے اس دروازہ کو کھولا گیا تھا وہ ضرورت اب باقی نہ رہی تھی اور فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ کس طرح ممکن تھا کہ ایک طرف تکمیل ہدایت کے کام کو اس قدر مضبوط کرکے اور دوسری طرف مکمل ہدایت نامہ کی حفاظت کا انتظام اتنا مضبوط کرکے اب لغو طور پر نبوت کے دروازہ کو کھلا چھوڑتا۔

(باقی دارد)

ناچیز ہدیہ

(از جانب خاکسار سید فضل حسن سیکنڈ پرشین ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول ضلع فتحپور)

بخدمت اعلیٰ مرتبت والامنزلت منتخب فردے از افراد النسانی عالم ربانی خطیب لاثانی اعنی المولانا السید علی الحائری ادام اللہ بقائہٗ علیؑ وعلی المومنین جمیعا بتقریب موعظہ بمقام چھپتہ دیوان ناصر علی خان کانپور۔ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۲۷ء

سلام کاالزلال الکوثری | سلام کاالشمیم العنبری
علی السید علی الحائری

نگاہوں میں وہی بزم آج زیبائش کے قابل ہے | جہاں سید علی الحائری سازیب محفل ہے
وہی دلچسپ مجلس ہے جہاں پر حائری چہکے | وہی دلکش گلستاں ہے جہاں شور عنادل ہے
وہی شملہ ہے بالاتر جو ہو دستار سے اونچا | یہ بسم اللہ کی مد ہے جو ہر صورت سے فاضل ہے
کلیجے میں جو چھ جائے وہی تقریر نشتر ہے | چلے جو ذکر خنجر بن کے البتہ وہ قاتل ہے
پتہ بتلا رہی ہے تختۂ جنت کے پھولوں کا | مری دستار بھی ہمرشتۂ عقد انامل ہے
ضیا گستر ہوا ہے حائری سا عالم جید | جسے کہتے ہیں چھپتہ آج وہ خورشید منزل ہے
عجب ناصح عجب واعظ ملا ہے آج دنیا کو | جو دل رکھتا ہے اس کی سحر اثر باتوں پہ بسمل ہے
کھڑی ہیں قد آدم بہر استقبال دیواریں | تڑپتا مرغ نظارہ یہاں پر شکل بسمل ہے
ہوئی زنار کے ڈوروں کو بھی تسبیح کی رغبت | سوئے حق وہ بھی کھنچ کر آج آیا ہے جو باطل ہے
کہاں تقریر ایماں کی کہاں کفار کی باتیں | اگر ممدود ہے وہ ظل تو یہ ظل زائل ہے
ہر آہن دل پگھل جائے نہ کیوں یاں موم کی صورت | مراد اود خوش گو آج خوش الحان محفل ہے
زباں سے بات جو نکلی وہ افسوں ہو گئی دل کو | کہ ہر چلتا ہوا فقرہ بیان سحر بابل ہے
زمیں پر کر رہا ہے وہ الہیات کی باتیں | فلک سے محکم تنزیل حکمت اس پہ نازل ہے
ارسطو جس کی تیزی طبیعت کا فدائی ہے | بن سینا کی حکمت جس کے آگے فرد باطل ہے
کبھی جیسے الف کا یا کی صورت پر امالہ ہو | کشیدہ دل تھا جو کافر وہ آج ایماں پہ مائل ہے
ادیب الساحر اس کے مقابل ہیچ بیاں یہ ہے | فقیہ ایسا کہ جس کو بیہقی پر فخر حاصل ہے
عبا و جبہ و دستار کی حاجت نہیں تجھکو | یہ کیا کم ہے کہ قرآں تیری گردن کی حمائل ہے
نصیبوں سے میں بوسہ لے رہا ہوں تیرے ہاتھوں کا | میں جس مطلوب کا طالب تھا ہاتھوں آج حاصل ہے
مناظر ہو منافق ہو تری تقریر کو لیکن | کوئی رد کر نہیں سکتا کہ دعوے باد لائل ہے
غم و اندوہ نے گھیرا ہے آفت میں مری جاں ہے | علینا کیا کہوں تجھ سے کہ کتنی سخت مشکل ہے

مرا مولا مری کشتی کو پہنچا دے کنارے پر
جو اپنے تھے عداوت پر تلے ہیں سخت قلبی سے
زمانے نے مری گھٹی میں ڈالا تلخ کامی کو
وہ پیاسا رہ نہیں سکتا ہے میدانِ قیامت میں
قدم اٹھنے نہیں دیتی علالت ناتوانوں کا
زمین سنگلاخ نظم میں مضمون کا نازک بن

کہ دریائے گراں اور کوسوں دور ساحل ہے
مجھے آنکھیں دکھاتا ہے جو میری آنکھ کا تل ہے
ازل کے دن سے میرا لقمہ قسمت ہلاہل ہے
جو مداح علی ہے کوثر اس کی پہلی منزل ہے
نقاہت پائے معنی کے لئے بندِ سلاسل ہے
نہ کیونکر زنگ چوکھا ہو کہ یہ مہندی ہے وہ سل ہے

نہ عالم ہے نہ جاہل ہے جسے سب فضل کہتے ہیں
بسان مد فاضل ہے نہ خارج ہے نہ داخل ہے۔

کیا جمعیۃ العلماء خود فرقہ دارانہ تنگ نظری سے بالا تر ہے؟

ہمعصر الجمعیتہ نے اپنی ایک تازہ اشاعت میں "جمعیۃ علمائے ہند کے آیندہ کام" کے عنوان سے ایک طولانی مقالہ افتتاحیہ لکھا ہے جس میں امارت شرعیہ اور قرآنی تعلیمات کی اشاعت کے مسائل پر بحث کرتے ہوئے یہ ثابت کرنا چاہا ہے "مسلمانوں میں فتنہ افتراق کا معاملہ سب سے زیادہ ضروری ہے اور ملت اسلامیہ کے موجودہ مصائب کا ایک اصلی اور بنیادی سبب یہ ہے کہ اس کے مختلف مذہبی فرقوں میں حد سے زیادہ جماعتی تعصب پیدا ہو گیا ہے۔ جو کسی موقع پر بھی پوری قوم کو ایک مضبوط دیوار بن کر کھڑے ہونے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس کے بعد ظاہر کیا گیا ہے کہ "فرقہ دارانہ جمعیت و تعصب نے ہمارے دل و دماغ پر ایسا تسلط حاصل کر لیا ہے کہ کسی اہم سے اہم قومی مسئلہ میں بھی ہم اپنے آپ کو مذہبی امتیاز سے بالا رکھکر متحدہ کارروائی نہیں کر سکتے۔ کوئی معاملہ خواہ اجتہادی اختلافات سے کتنا ہی بے تعلق ہو اور ہمارے مشترکہ مفاد کے لئے کتنی ہی اہمیت رکھتا ہو۔ لیکن یہ کچھ ناممکن سا ہو گیا ہے کہ مختلف فرقوں کے مسلمان اس پر گفتگو کرنے کے لئے جمع ہوں" آگے چل کر کہا گیا ہے کہ "اس مصیبت کا علاج کسی سیاسی جماعت کے بس کا کام نہیں بلکہ صرف علماء کی جماعت ہی کر سکتی ہے۔ چنانچہ اس حقیقت کو ملحوظ رکھکر مراد آباد کے اجلاس میں جمعیت علماء نے ایک تجویز پاس کی تھی جس کا منشاء یہ تھا کہ ایک مجلس مسلمانوں کے فرقہ دارانہ اختلافات کی حقیقت ان کے اسباب اور ان کے دفعیہ کی تدابیر پر غور کرے اور مفصل رپورٹ جمعیۃ مرکزیہ کے سامنے پیش کرے۔ اس لئے ایک مجلس بھی منتخب کر لی گئی تھی مگر بدقسمتی سے بعد کے اضطراب انگیز حالات نے اس جانب کوئی عملی قدم اٹھانے کی اجازت نہیں دی اب ہمیں امید ہے کہ جمعیۃ کے اجلاس پشاور میں اس ضروری کام کی طرف خاص توجہ کی جائے گی۔"

جہاں تک الفاظ کا تعلق ہے جمعیت العلماء کے آرگن الجمعیۃ کا یہ تمام خطبہ بے انتہا مصالحت پسندی اور وسیع النظری پر مبنی ہے۔ اور کوئی مسلمان ان سطور سے انکار نہیں کر سکتا۔ لیکن ہم اگر اسی جماعت کے گزشتہ اعمال کا جائزہ لیں تو ہم یہ دیکھیں گے کہ خود اس جماعت میں سب سے زیادہ تنگ نظری تعصب اور افتراق موجود ہے چنانچہ جمعیت العلماء ہند باوجود اس کے ادعا کے وہ ۷ کروڑ مسلمانان ہند کی نائب اور زعیمتا ہے صرف ایک خاص فرقہ وطبقہ کے علماء سے مرکب ہے۔ اب تک اس میں حنفی علماء تک کو کوئی درخور اعلیٰ عہدہ حاصل نہیں چہ جائیکہ شیعہ علماء ان میں سے کسی کا نام بھی ناظم جمعیت العلماء ہند اپنی رکنیت کی فہرست میں نہیں دکھا سکتے اور نہ اس کا ثبوت دے سکتے ہیں کہ اس سے کبھی ان مسلمانوں کی مفروضہ واحد جماعت کی ممبری کی خواہش کی گئی تھی۔ ہم مانتے ہیں کہ سیاسی جماعتوں کے ذریعہ سے فتنہ افتراق کا مقابلہ آسان نہیں اور یہ کام علماء ہی کر سکتے ہیں۔ لیکن بدنصیبی سے شخصی افکار و آراء سے زیادہ اختلاف و افتراق تو خود ان میں موجود ہے مجلس علماء ہند میں سوا ایک طبقہ و فرقہ کے عالم کا وجود تک گوارا نہیں اور اس پر یہ ادعا ہے کہ ہم سات کروڑ مسلمانوں کے نائب ہیں۔ کیا مجلس علمائے ہند کی سی مذہبی جماعت کے لئے اس قسم کا دروغ بے فروغ شرعی حیثیت سے گناہ اور باعث شرم نہیں۔ ایسی حالت میں کہ جب جمعیت العلماء ہند کے محترم علماء فرقہ بندی اسپرٹ اختلاف رائے زنی مخالفت وعناد کے جذبہ میں سرشار ہیں اور اپنی مجلس میں اختلاف عقائد کی بنا پر دوسرے فرق کے علماء کو جگہ دینا بھی گوارا نہیں کرتے ان سے کیا امید کی جا سکتی ہے کہ وہ سات کروڑ مسلمانوں کے دلوں سے فتنہ افتراق مٹا سکیں اصلاح ہمیشہ اپنے گھر سے شروع ہوتی ہے۔ پہلے جمعیۃ العلماء اپنے گھر کی اصلاح کر لے اور آپس کے اختلافات کو مٹا لے اس کے بعد ۷ کروڑ مسلمانوں کے دلوں سے فرقہ افتراق کا مٹانا اس کے لئے ایک لمحہ کا کام ہوگا ورنہ ان پر یہی مثل صادق آئے گی کہ ؎

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

(اسرفراز)

کلکتہ میں اجلاس شیعہ کانفرنس منعقد کرنیکی کوشش

جناب نواب انس الدولہ بہادر ڈپٹی میئر کلکتہ کارپوریشن آنریری جنرل سکرٹری بنگال پراونشل کانفرنس کی ایک تازہ اطلاع سے ہم کو یہ معلوم کر کے مسرت ہوئی کہ ۲۷ نومبر سنہ ۱۹۲۷ء ۴ بجے سہ پہر کو دفتر بنگال پراونشل شیعہ کانفرنس کے ممبران انتظامی کا جلسہ منعقد ہو کر باتفاق رائے ایک سب کمیٹی اس غرض سے منعقد کی گئی تاکہ آئندہ ایسٹر کی تعطیل میں آل انڈیا شیعہ کانفرنس کو اجلاس سالانہ کے لئے کلکتہ میں دعوت دینے کے واسطے فراہمی چندہ کی کوشش کرے اور اضلاع بنگال

میں ضلع کانفرنس قائم کرنے کی سعی کرے۔ اس کمیٹی کے ممبران حسب ذیل تجویز ہو کر ان کو اپنی تعداد میں اضافہ کرنے کا اختیار دیا گیا۔

پرنس دارا جاہ بہادر۔ نواب انس الدولہ بہادر۔ صاحبزادہ غلام حسین شاہ صاحب۔ آقا مرزا کاظم صاحب شیرازی۔ مرزا ذاکر علی صاحب بارسٹر۔ مولوی سید ابن امام صاحب وکیل۔ حکیم الامۃ علامہ ہندی صاحب۔ ڈاکٹر عباس علی صاحب۔ سید وجہ الحسن صاحب۔ تارک امیر علی صاحب بارسٹر۔ مفتی مرزا الطاف حسین صاحب۔ سید الطاف حسین صاحب۔ مرشدزادہ اسحاق علی مرزا صاحب مرزا علی محمد بیگ صاحب۔ اللہ رکھا رحیم صاحب۔

خدا ان ہمارے بھائیوں کی ان کوششوں کو بارآور کرے اور تائید ایزدی ان کے شامل حال رہے۔ (سرفراز)

اعلیٰ حضرت شہنشاہ رضا شاہ کی طرف سے افتتاح ادارہ خبر رسانی

لاسلکی خبر رسانی کا کارخانہ کچھ عرصہ سے معمولی خرابی کی وجہ سے بیکار ہو گیا تھا بعد مرمت بتاریخ ۱۸ اکتوبر عصر کے وقت اعلیٰ حضرت بغرض افتتاح "باب مخابرت" بے سیم اس کارخانہ میں تشریف فرما ہوئے اور ادارہ مذکور کا افتتاح فرمایا۔ (شفق سرخ)

جنوبی ایران میں صرف ایرانی سکہ لیا جائیگا

شفق سرخ کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ اس وقت محمرہ و دیگر قطعات جنوب ایران میں روپیہ کا تبادلہ قران سے معمولی کاروبار میں ہوتا تھا۔ حال میں منجانب حکومت ایک ہدایت نامہ جاری ہوا جس کا منشا یہ ہے کہ آئندہ سے عملہ معاملات میں غیر ملکی روپیہ کا لین دین ممنوع قرار دیا جاتا ہے لہذا تمام تجارت خانوں اور کمپنی ہائے کشتی رانی پر لازم ہے کہ ایران میں عملہ کاروبار ایرانی سکہ کے ذریعہ سے کریں۔

آخر اطلاع سے معلوم ہوتا ہے کہ ہدایت نامہ مذکور کے سلسلہ میں یہ معلوم ہوا ہے کہ بصرہ کے ان ایرانی باشندوں کے متعلق جو اب تک روپیہ سے لین دین کرتے ہیں۔ وزارت مالیہ نے وزارت تجارت مالخت کو ہدایت کی ہے کہ ان لوگوں کو تعمیل منشاء ہدایت نامہ مذکور کے لئے فوراً حکم دیا جائے۔

ایران میں مجلس محکمہ حفظان صحت کا قیام

شفق سرخ کی تازہ اطلاع مظہر ہے کہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۷ء کو بوقت عصر محکمہ حفظان صحت کی ترتیب عمل میں لائی گئی۔ شہروں کے محکمہ حفظان صحت کی رپورٹ پیش ہوئی اور اس سلسلہ میں مرض وبا اور کمیشن بزکی کارروائیوں کے متعلق ذکر کیا گیا۔ انہیں موضوعات پر دیر تک بحث ہوتی رہی۔

الحافظ میں اجرت اشتہارات

مقدار	سالانہ	ششماہی	سہ ماہی	ایکبار
سالم صفحہ	۲۵ صلعہ ر	۱۶ عہ ر	عنہ ر	للعہ ر
نصف صفحہ	۱۶ عہ ر	۱۰ عنہ ر	۶ سے ر	۶ عہ ر
چوتھائی صفحہ	عنہ ر	۶ سے ر	للعہ ر	عہ ر

شیعان حیدر کرار کیلئے تازہ طبع کتابیں

کلید مناظرہ

کتاب نورٌ علیٰ نور ہے۔ تمام امورات مذہب شیعہ پر بحث کی گئی ہے اور اہل خلاف کی کتب سے صفحہ وسطر کے حوالہ جات درج کئے ہیں۔ زمانہ حاضرہ کے جملہ اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا ہے۔ دنیا بھر کے شیعہ آبادی کی تعداد تفصیل وار لکھی ہے اور جناب رسول خدا اور ائمہ ہدیٰ کے افعال و اقوال کو آئینہ کر کے دکھایا ہے۔ مناظرے کی جان ہے نسب تاریخ۔ سیر۔ فضائل۔ مناقب مطاعن مناظرہ کی کان ہے گویا ایک چمن کھلا ہے۔ کتابت۔ طباعت کاغذ سب دلفریب اور دیدہ زیب ہیں۔ گویا اس سے بہتر ممکن نہیں۔ شائقان علوم و محبان اہلبیتؑ اس نعمت غیر مترقبہ سے ضرور اور جلد فائدہ اٹھائیں۔ یہ کتاب مولانا سید برکت علی شاہ صاحب گوشہ نشین وزیر آبادی کی تصنیف ہے۔ اور مولوی حاجی مرزا احمد علی صاحب رئیس المناظرین امرتسری کی مصححہ ہے اور حضور شمس العلما مولانا مولوی سید علی الحائری صاحب قبلہ مجتہد پنجاب اور جناب مولوی السید محسن علی شاہ صاحب سبزواری کی تقاریظ کے گلدستوں سے مزین ہے۔ کتاب آسان اور عام فہم اردو زبان میں لکھی گئی ہے۔ لکھائی چھپائی و کاغذ دیدہ زیب حجم قریبا ۵۰۰ صفحے ہے ٹائیٹل اعلیٰ گلیزڈ پیپر پر دو رنگ میں چھپا ہوا ہے۔ قیمت مجلد صرف عما اور مجلد ولائتی صرف ا ۔۔ ۳ یعنی تین روپیہ۔

کلید عملیات

مؤلفہ سید برکت علی شاہ صاحب گوشہ نشین وزیر آبادی

جس میں تمام دینی و دنیوی مشکلات کو آسان کرنے کے لئے اعمال اور قریبا تمام بیماریوں کے رفع کرنے کے لئے تعویذات درج کئے گئے ہیں۔ لہذا مؤلف صاحب نے تشنگان قرب الٰہی اور حاجتمندان بارگاہ ایزدی کو دوسری تمام کتب عملیات سے ہمیشہ کے لئے مستغنی کر دیا ہے اور یہ کتاب اسرار مکنونہ اور رموز مکتومہ کا بے پایاں سمندر ہے۔

قیمت صرف ایک روپیہ چار آنہ (عہ)

صدائے درا

مصنفہ مولانا سید برکت علی شاہ صاحب وزیر آبادی

یہ نظم کی کتاب ہے جو اپنی شان اور ترتیب کے لحاظ سے بے بدل ہے۔ اس کا ایک ایک شعر گوہر یکتا ہے جو نکتہ آفرینی اور نازک خیالی میں کسی نامور شاعر سے کم نہیں ہے۔ یہ کہنا بالکل بجا ہوگا کہ اس نظم کے مطالعہ سے مرزا غالب۔ حافظ شیراز عرفی اور فردوسی کی تصانیف کا لطف حاصل ہو جاتا ہے۔ سائز ۲۲×۱۸/۸ کے ۴۰ صفحہ کاغذ ۲۴ پونڈ سفید لکھائی چھپائی نہایت اعلیٰ ۸

شیخ غلام علی شہید مینیجر خواجہ بک ایجنسی موچی دروازہ لاہور

انسان سب کی نظروں سے پوشیدہ

کتاب اعجاز نادری کا ایک خاص عمل جس میں آدمی علی الحجت عدادت کے ... عمل ہمزاد جن پری کو مطیع کرنا ہو علی سینا کے طلسم کے ذریعہ ہزار ہا راز کا انکشاف کرنا نیاء کے نسخہ جات ہیں علاوہ ازیں ۲۸۶ صفحات سنہری ٹائٹل ۴ر

کشمیری لذت النساء ارباب العیوب کوکا پنڈت کی اصلی کتاب باتصویر کارآمد ہر مرد وزن ۴۴ تصویر مگر غلط ہو تو قیمت واپس کردی جائے گی ۔ ۴ عہ ر

دعائے مفید الصحت ۔ سعد موہنی منتر وغیرہ سے امیر اور موہنی منتر ... تو معشوق تابعدار ہو جاتا ہے ۔ طریقہ استعمال عمل ۵ عہ

تعویذ محبت کا یہ ہی خاصیت کا بیٹا نشانہ سنگدل سے سنگدل مطلوب صرف تعویذ باندھنے سے بیقرار ہو کر ملتا آتا ہے ۔ اس زندہ معجزہ کو آزمائیں ۴ عہ

تعویذ حب ۔ کا ایک عمل اپنے معشوق کو مطیع کرکے دوسروں کو فائدہ پہنچائیے ہدیہ صرف ۵ ۔ مفتاح الغیب ۲ر طلسم حیرت ۴ عہ ناول خوبیرسال ۴ر بزم قہقہہ ارکیف شباب ہر خریدار کو مفت ملیگی

ملنے کا پتہ بہار عیش کمپنی نانوتہ ضلع سہارنپور

الحافظ

جلد اول کے پرچہ جات نمبر ۲-۳-۵-۸-۹-۱۰ یعنی بابت اپریل ۔ مئی ۔ جولائی ۔ اکتوبر ۔ نومبر و فروری ۱۹۲۵ء اور جلد دوم مکمل دفتر میں موجود ہیں ۴ر برائے جلد اول (جتنی کہ فی الحال دفتر میں موجود ہے) ۲ عہ برائے جلد دوم بذریعہ منی آرڈر آنے پر اور ۲ر فیصد زیادہ بذریعہ وی ۔ پی روانہ ہو سکتی ہیں ۔ امید ہے کہ آپ اس نادر موقع کو ہاتھ سے نہ دیں گے ۔ کیونکہ ذخیرہ کے ختم ہونے پر افسوس ہوگا الحافظ کی ان قیمتی مجلدات میں وہ معرکۃ الآراء مضامین درج ہیں کہ مشکل ہاتھ لگینگے ان کے ہمراہ ایک عدد تصویر جناب شمس العلماء علامہ حائری صاحب بھی مفت روانہ ہوگی ۔ مینیجر الحافظ لاہور

نئی خوش خبری

۴۲۳

رفاہ عام کیواسطے ہر دو نسخہ طلاء اکسیر و اکسیر جریان مقوی باہ جو کہ عرصہ سترہ (۱۷) سال سے بیحد مجرب ثابت ہو رہے ہیں شائع کرا دیئے ہیں جن حضرات کو ضرورت ہو وہ اپنا پتہ تحریر کرکے بلا معاوضہ طلب کریں صرف ایک کارڈ خرچ کرنیسے انمول نسخہ آپکو دستیاب ہونگے اور آئے دن کی اشتہاری ادویات سے محفوظ رہیں گے ۔ سمجھا دینا اور جھوٹ سچ کو حقیقتاً بیان کرنا ہمارا کام ہے آئندہ ناظرین کو اختیار ہے

المشتہر حکیم مشتاق حسین نجیب آباد ضلع بجنور ۔ یو ۔ پی

برات کی طیاری دولھا غائب

جب دولھا کی برات کا وقت آیا دولھا فرار ہو کر میرے پاس آیا چونکہ دولھا نامرد تھا میں نے ایک شیشی روغن اسلامیہ کی دی جس کے دو دفعہ استعمال کرنیسے وہ دولھا شادی کے قابل ہوگیا ۔ یہ طلاء جملہ امراض نامردی لاغری کمزوری سستی کو تین یوم میں دفع کر دیتا ہے مگر اکیس یوم بلا کسی پرہیز کے استعمال کیا جاتا ہے جب نامرد اس سے تین یوم میں مرد ہو جاتا ہے تو اگر اچھا آدمی استعمال کرے تو کیا دل ہو اگرچہ کوئی بھی نامرد ہو تین یوم میں مرد ہو جاتا ہے ۔ قیمت فی شیشی کلاں ۱ عہ

اسم اعظم کی انگشتری سے ۲۵ منٹ میں ہمزاد اگر قبضہ میں کرنا ہو تو ایک دفعہ آزمائیے ہدیہ غرباء سے ۶ر اور روساء سے عہ انگشتری چاندی کی ہوگی ۔

ملنے کا پتہ انصاری کمپنی پوسٹ نانوتہ ضلع سہارنپور

کاشف شمسی پریس لاہور میں باہتمام ایم۔ اے۔ عبد الشکور پرنٹر و پبلشر چھپا اور دفتر الحافظ کوچہ قاضیاں اندرون لاہور سے شائع